عیسائی استعمار کی ڈھول

اپریل فول

مسلمانوں کو قبول

AMBULANSE

AMBULANCE

تالیف

عبد الوارث ساجد

صبح روشن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

عیسائی استعمار کی ڈھول

اپریل فول

مسلمانوں کو قبول

طلوع اوّل : مارچ 2010ء

نام کتاب : اپریل فول
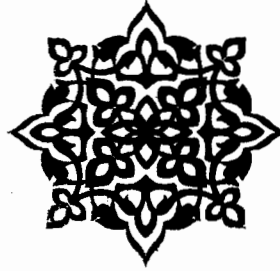
تالیف : عبدالوارث ساجد
0321-4275767
awsajid@gmail.com

نظر ثانی : احمد درویش
0333-4312009

سرورق : محمد یوسف جنجوعہ
0333-4294391

قیمت : 65 روپے

صبح روشن
پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز پاکستان
0321-4275767, 0300-4516709
www.subheroshan.com

عیسائی استعمار کی ڈھول

اپریل فول

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کو قبول

تالیف

عبد الوارث ساجد

پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز لاہور پاکستان
0321-4275767, 0300-4516709
www.subheroshan.com
صبح روشن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

جانِ عزیز دوست

طٰہٰ احمد حماد

کے نام

سترہ سالہ دوستی میں ہر قدم پر جن کا ساتھ رہا

تو خوش کمال ایسا ہے کہ تیرے پاس ہمیں
طویل رہنا بھی لگتا ہے مختصر رہنا

عبدالوارث ساجد

اپریل فول

کیا حماقت کی نہیں یہ انتہا
خار کو سمجھا کچھ لوگوں نے پھول

باوجود دعویٰ اسلام بھی
وہ منایا کرتے ہیں اپریل فول

(حاصل تمنائی)

فہرست

⌘⌘⌘⌘

حال دل

فول بنئے نہ بنایئے!

کہا جاتا ہے کہ زبان انسان کو بلندیوں پر لے جاتی ہے اور زبان ہی انسان کو پستیوں میں گراتی ہے۔ انسان کے جنت وجہنم میں جانے کا بڑا سبب بھی زبان ہی ہوتی ہے۔ نہ صرف انسانی جسم بلکہ انسانی زندگی میں بھی زبان کا انتہائی اہم کردار ہوتا ہے، اس کے ذریعے انسان معاشرے میں پیار ومحبت اور انس ویگانگت کا فروغ دے سکتے ہیں اور اس کے ذریعے ہی انتشار وتفریق اور نفرت وانتہا پسندی کا بیج بو سکتے ہیں، یہ خود انسان کی سوچ پر ہے کہ وہ اس زبان کو کیسے اور کس طرح استعمال کرتے ہیں۔

اسلام میں اس زبان کو استعمال کرنے کے متعلق ہدایت، رہنمائی، اہمیت وافادیت کے ساتھ ساتھ اس کے غلط استعمال پر وعید کی خاص طور پر تلقین کی گئی ہے۔

انسانی جبلت ہے کہ وہ تفریح طبع کے لئے ایسے امور میں بہت جلد مگن ہو جاتا ہے جن سے اسلام نے منع کیا ہے۔ ایسے کام میں وہ قرآنی ہدایت اور اسلامی احکامات کو بھی پس پشت ڈال دیتا ہے، ایسا ہی ایک تہوار ''اپریل فول'' ہے جس میں زبان کا بہت بڑا کردار ہوتا ہے۔ دیگر مغربی اور غیر مسلم تہواروں کی طرح اپریل فول بھی اسلامی ممالک بالخصوص پاکستان میں انتہائی تیزی سے فروغ پا رہا ہے۔ اس میں زیادہ تر کرداران این جی اوز کا بھی ہے جو ایسے مغربی تہواروں کو نوجوان نسل میں فروغ دے رہی ہیں۔ نوجوان نسل جہاں تفریح طبع کی خاطر اپنی تہذیب وثقافت کو بھول رہی ہے، وہیں اس بے مقصد اور بے معنی تہوار کے ذریعے اپنے ہی دوستوں اور گھر والوں کو جانی ومالی نقصان سے دوچار کر رہی ہے۔ ایسے کتنے ہی جان لیوا واقعات ہمارے گرد وپیش میں واقع ہو چکے ہیں کہ ''اپریل فول'' کے ذریعے ذرا سے مذاق میں شدید ترین نقصان ہو گیا۔

یہ کیسا خوشی یا تفریح کا تہوار ہے کہ اس سے خبردار کرنے کے لئے باقاعدہ اخبارات میں خبریں شائع ہوتی ہیں کہ ''خبردار! آج اپریل فول ہے۔'' اس لئے چوکنے ہو جایئے، کسی بھی خوشخبری پر کان نہ دھریئے اور کسی بھی غمی یا افسوسناک خبر کو سنجیدہ نہ لیجئے، گویا کہ اگر اس روز واقعی خدانہ کرے کوئی حادثہ یا افسوسناک واقعہ سرزد ہو جائے تو دل و دماغ کو یوں تیار رکھیے کہ ماننا ہی نہیں، اور اگر اللہ خوشی بھی دکھائے تو انکار ہی کجیے۔ ایسا بار بار ہو چکا ہے۔ ہر سال ہونے رونما ہونے والے واقعات اور خبریں شاہد ہیں، تاریخ بھی ایسی کئی شہادتیں پیش کرتی ہے۔

یکم اپریل کی ساعتوں کا آغاز ہوتے ہی لوگ ہوشیار ہو جاتے ہیں اور ٹھان لیتے ہیں کہ وہ کسی کے ہاتھوں بے وقوف نہیں بنیں گے، لیکن کبھی کبھی یہ ہوشیاری ان کے لئے نقصان کا سبب بن جاتی ہے۔ اکثر یہ ہوتا ہے کہ لوگ یکم اپریل کو شائع یا نشر ہونے والی سچی خبروں اور صحیح اطلاعات کو بھی افواہ یا مذاق سمجھ بیٹھتے ہیں۔ مثلاً یکم اپریل 1946ء کو امریکی ریاستوں ''ہوائی'' اور ''الاسکا'' میں آنے والے زلزلے کی وارننگز کو مقامی باشندوں کی اکثریت نے اپریل فول کا مذاق تصور کیا۔ نتیجتاً ''تسونامی'' کے نام سے مشہور اس زلزلے میں 165 افراد جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

یا خدا یہ کیسا تہوار ہے؟ یہ کیسی نقالی ہے؟ کیا ہم میں اتنی سمجھ اور عقل بھی نہیں رہی کہ ہم مغرب کی نقالی میں یہ خیال بھی نہ رکھیں کہ سچ کیا ہے اور جھوٹ کیا ہے، پھر یہ تو سراسر دھوکہ دہی اور نقصان کے سوا کچھ نہیں۔ لوگوں کو بیوقوف بنانا، من گھڑت باتیں اور جھوٹ بول کر نہ صرف اپنا اعتبار گنوانا بلکہ دوسرے کا نقصان کرنا، اس میں کیسی تفریح اور یہ تہوار کیسا؟

انسانی جانوں سے کھیل اور مذاق کوئی انسانیت نہیں۔ انسان کو اشرف المخلوقات اس لئے کہا گیا ہے کہ انسان اور دیگر جانداروں میں یہی فرق ہے اور اگر یہ فرق نہ ہو تو پھر انسان کی پہچان ہی ختم ہو جاتی ہے۔ ضرورت انسانی معراج کو سمجھنے کی ہے۔ انسانوں کو بالخصوص مسلمانوں کو ایسے غیر مسلم تہوار جو انسان دشمن بھی ہوں اور خلاف اسلام بھی؟ ان

سے ہر صورت بچنا چاہئے۔ اپریل فول جھوٹ کے فروغ کا ذریعہ ہے، ایک بیہودہ فرسودہ رسم کذب بیانی کے ذریعے لوگوں کی دل آزاری نہایت ہی غیر مناسب بات ہے۔ کسے خبر نہیں کہ اپریل فول کا اسلامی تاریخ اور تعلیمات سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ مغرب آہستہ آہستہ ایسی فضول رسموں کے ذریعے پاکستانی معاشرے میں جگہ بنا رہا ہے، جو ہمارے کلچر کو تباہ کرنے کی سازش ہے۔ اسلام کسی کا مذاق اڑانے کی اجازت نہیں دیتا۔ اپریل فول جیسی بری روایات کی حوصلہ شکنی کرنی چاہئے۔ اپریل فول منانا مسلمانوں کو زیب نہیں دیتا۔ ایسی روایات ہمیں اپنی سنہری اسلامی روایات سے دور کر رہی ہیں جو ثقافتی موت کے مترادف ہے۔ محسن انسانیت ﷺ کا فرمان ہے: ''وہ شخص مسلمان نہیں ہوسکتا جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے محفوظ نہ ہوں۔'' اور ہمارے ہاں اپریل فول کی آڑ میں لوگ اپنی زبان کے ذریعے دوسروں کو تکلیف پہنچا کر خوش ہوتے ہیں۔ حدیث مبارکہ ہے کہ ''اکثر لوگ اپنی زبان کی وجہ سے جہنم میں جائیں گے۔'' لیکن ہم لوگ نادانستگی میں ایسی فضول مغربی رسومات اپنا کر خود کو آگ کا ایندھن بنا رہے ہیں۔ ہمیں یہ بھی احساس نہیں کہ ایک سازش کے تحت مسلمان نوجوانوں کو اپنی تہذیب سے دور کیا جا رہا ہے، نیو ایئر نائٹ، ویلنٹائن ڈے اور ''اپریل فول'' جیسی رسمیں اپنا کر ہم نہ صرف اپنا مالی نقصان کرتے ہیں بلکہ تہذیبی موت سے بھی دوچار ہو رہے ہیں۔ باعث افسوس ہے کہ ہمارے ہاں ایک طبقہ معاشرے کو مغرب کی دلدل میں دھنسانے کے لئے کوشاں ہے یہ لوگ ذہنی غلام ہیں جو قوم کو تہذیبی غلامی سے دوچار کر رہے ہیں۔ اپریل فول مسلمانوں کا تہوار نہیں یہ جن کا تہوار ہے وہی منائیں، مسلمانوں کو نہیں منانا چاہئے۔ کوئی سنجیدہ اور باشعور شخص کسی کا دل دکھانے یا جذبات کو ٹھیس پہنچانے والے مذاق کو پسند نہیں کرتا، بلاوجہ کسی کو پریشان کرنا اخلاقی طور پر ٹھیک نہیں، مذہب بھی اس کی اجازت نہیں دیتا۔ مغرب کی بُری روایات کی تقلید کرنے کی بجائے ہمیں اپنی اچھی روایات کو سامنے لانا چاہئے۔ اپریل فول کی بنیاد ہی جھوٹ ہے اور ہمارے مذہب نے جھوٹ کو سخت ناپسندیدہ عمل قرار دیا ہے۔

ہماری اس کوشش وسعی میں صرف یہی مقصد شامل ہے کہ ایسے لوگ بالخصوص جو

''اپریل فول'' بڑے شوق اور فخر سے مناتے ہیں اور اس کے دفاع میں بے معنی دلائل دینے سے بھی گریز نہیں کرتے، ان کے سامنے ایسی معلومات ضرور ہوں جو انہیں یہ پتہ دیں کہ اس تہوار کی اصلیت کیا ہے؟ یہ کن کا تہوار ہے؟ کیسے شروع ہوا؟ اور کیونکر فروغ پا رہا ہے۔ ہمارے لئے کن نقصانات کا سبب ہے؟ ہماری تہذیب اور مذہب میں ایسے تہوار کیا اہمیت رکھتے ہیں؟ اور ان کے ذریعے جو نقصانات معاشرے میں ہوتے ہیں وہ کیا کیا ہیں؟ ہمارا خیال ہے کہ ان سب حقائق کے بعد وہ ذہن ضرور تبدیل ہوں گے جو اپریل فول کی حمایت اور دفاع میں بھونڈی نصوص سے کام لیتے ہیں اور یہی ہماری چاہت اور کوشش ہے۔ خدا کرے ہماری محنت وکوشش رنگ لے آئے۔ (آمین)

عبدالوارث ساجد
یکم اپریل 2008ء
ٹمپل روڈ، لاہور

✡ ✡ ✡

دیباچہ

محترمہ کنول صاحبہ

اپریل فول بنے نہ اک بھول

آج پوری دنیا اپریل فول کو اہتمام سے منانا اپنا فرض سمجھتی ہے، پر یہ ہے کیا بلا......؟ کیا اسے کبھی سوچنے، سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے.... ؟ ہم اتنے بے حس ہو چکے ہیں کہ اپنی خوشیوں سے اوروں کی جان لیتے ہوئے بھی نہیں کتراتے...... ہمیں صرف اپنی ذات، اپنا نفس نظر آتا ہے...... کبھی یہ سوچئے کہ ہماری پل بھر کی خوشی کسی کے گھر کا...... کسی کی زندگی کا روگ بن سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت اور اپنی بندگی کے لئے بنایا اور آج کا انسان اپنی بندگی ہی کرنے لگا ہے۔ ہم کیوں ایک اندھے کی طرح کسی کے مقلد بن کر اپنی ثقافت، شرافت، معاشرہ اور اپنی ہی تعلیمات و تربیت کے دشمن بنے ہوئے ہیں۔ ایک اندھا بھی پہلے کسی چیز کو ہاتھ سے ٹٹولتا ہے، اسے پہچاننے کی کوشش کرتا ہے تب وہ اس چیز کو اپناتا یا لیتا ہے...... تو کیا یہ کہنا چاہئے؟...... کہ ہم آنکھ کے اندھوں سے بھی گئے گزرے ہیں، کیونکہ آنکھ کا اندھا تو دل کی آنکھ سے دیکھ لیتا ہے اور جنہیں اللہ آنکھ کی نعمت بخشتا ہے وہ دل کی بینائی سے محروم ہو جاتے ہیں......

کہا جاتا ہے کہ ''اپریل فول'' خوشی کا ایک موقع ہے، اور جسے ایک طبقہ روک کر وہ خوشی کا موقع چھین لیتا ہے اور دین کو مشکل کر دیتا ہے..... یہ کیسا دین ہے جو بات بات پہ پابندی لگاتا ہے...... مگر اس بات کو کیوں نظر انداز کیا جاتا ہے کہ دین اس لئے ہر اس بات کو منع کرتا ہے، جو وقت کے ساتھ ساتھ گہری اور اوروں کے لئے تکلیف کا باعث بن سکتی ہے...... دین سے ہٹ کے بھی اگر دیکھا جائے تو یہ کیسی انسانیت ہے کہ ایک گھر میں تو خوشیوں کی بارات اور اس کے ساتھ والے گھر میں رنج والم کا ماتم ...... ہر ایسی رسم جو اپنے ساتھ بے شمار طوفان لاتی ہے، اس کا اسلام سے دور دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ یہ ایسی

رسوم ہیں جنہوں نے ہمیں کچھ بھی نہیں دیا ہے ماسوائے رسوائی کے...... ماسوائے پریشانیوں اور مصائب کے...... یہ رسم بھی غیر مسلم اقوام کی عادات و روایت ہے۔ ایسی ہر رسم کی بنیاد مسلمانوں کی تذلیل سے ہوئی ہے اور بہت افسوس کی بات ہے کہ مسلمان اپنی تذلیل کو بھلا کر اور انہیں اپنا کر بڑا فخر محسوس کرتے ہیں۔ جس کی بنیاد ہی جھوٹ پہ رکھی گئی ہے...... یعنی کسی کی جان گئی اور آپ کا مذاق ٹھہرا......

اپریل فول منانے والے جھوٹ کی آڑ لے کر اوروں کو بیوقوف بنا کر خوشی محسوس کرتے ہیں۔ ایسی خوشی کا کیا فائدہ جو آگے چل کر ایک بھول بن جائے، جس سے کسی ذات کو ایسا نقصان پہنچے جو نا قابل تلافی ہو۔ فرسٹ اپریل کو ایک دوسرے سے جھوٹ بول کر خوشی حاصل کرنا کہاں کی عقل مندی ہے، مذاق وہ ہونا چاہئے جس سے کسی کی دل آزاری نہ ہو، جس سے کسی کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔ اس تہوار کے ذریعے وقتی اور عارضی طور پر لوگوں کو پریشان کیا جاتا ہے۔ اپریل فول کے حوالے سے بڑی ہی بدترین اور تکلیف دہ حرکتیں کی جاتی ہیں اور خود تماشا دیکھنے میں بہت لطف محسوس کیا جاتا ہے جبکہ یہ مذہبی کیا، اخلاقی سطح پر بھی غلط اور بُری عادت ہے۔ ابوداؤد اور ترمذی کی کتب حدیث میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے ایک شخص نے دوسرے کی رسی اٹھالی وہ سو رہا تھا، بیدار ہو کر اسے گھبراہٹ اور پریشانی ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لا یحل لمسلم ان یروع مسلما...... یعنی کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ دوسرے مسلمان کو پریشانی میں مبتلا کرے، اس سے یہ مطلب اخذ کر لینا کہ اسلام سرے سے ہی ہنسی مذاق کو بھی منع کرتا ہے، غلط ہے۔ نبی کریم ﷺ خود صحابہ کرامؓ سے بھی مزاح کیا کرتے تھے اور صحابہ کرام بھی آپ ﷺ سے مزاح کیا کرتے تھے۔

اسلامی تاریخ میں بہت سے واقعات ملتے ہیں جس سے رسول اکرم ﷺ کی خوش طبعی کا پتہ چلتا ہے۔ کیونکہ جہاں آپ ﷺ زندگی کے ہر پہلو پر روشنی ڈالتے ہیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ اس خاص پہلو کو نظر انداز کر جاتے، جبکہ زندگی کا یہ لازمی امر ہے اور زندگی کو مزاح کی اتنی ہی ضرورت ہے جتنی کہ پھول کو خوشبو کی، دل کو دھڑکن کی...... کیونکہ جب زندگی تکلیف دہ اور بوجھ بنتی ہے، تعلقات میں یکسانیت آنا شروع ہو جاتی ہے،

مزاجوں میں تلخی پیدا ہو جائے پھر ایسی مشکلات کو مزاح سے ہی زائل کیا جا سکتا ہے۔ مگر کبھی کبھی مزاح کسی کو اذیت بھی پہنچا سکتا ہے، اس لئے دین جہاں حقائق پر غور و فکر کی دعوت دیتا ہے وہاں جائز مزاح کی بھی ممانعت نہیں کرتا مگر ہر چیز میں اعتدال ضروری ہے۔ لہٰذا آپ ﷺ بھی مزاح کیا کرتے تھے مگر آپ ﷺ کے مزاح میں لغویات اور جھوٹ شامل نہیں ہوا کرتے تھے، جس کی مثال ایک قصے سے ملتی ہے۔ ایک بار حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو حضور فوراً ''امی امی'' کہہ کر اٹھے اور ان کو بڑے ادب و احترام سے بٹھایا اور آنے کا مقصد پوچھا تو انہوں نے بڑے ادب سے عرض کیا:

''اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے ایک اونٹ کی ضرورت ہے۔''

نبی ﷺ نے فرمایا:

''امی اونٹ کا کیا کریں گی؟'' تو انہوں نے فرمایا آج کل ہمارے پاس سواری کے لئے کوئی جانور نہیں ہے، سفر دور دراز کا ہوتا ہے اور بڑی مشکل پیش آتی ہے۔ رسول ﷺ نے فرمایا:

اچھا تو میں اونٹ کا بچہ پیش کر دیتا ہوں۔

حضرت ام ایمن نے عرض کیا: ''میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، بھلا میں اونٹ کا بچہ لے کر کیا کروں گی؟ مجھے تو سواری کے لئے اونٹ چاہیے۔''

نبی کریم ﷺ نے بڑی محبت سے فرمایا: ''میں تو آپ کو اونٹ کا بچہ ہی دوں گا۔''

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ''حضور اونٹ کا بچہ میرے کس کام آئے گا۔'' حضور ﷺ نے پھر فرمایا: ''امی آپ کو اونٹ کا بچہ ہی ملے گا اور آپ کو اس پر سوار کروں گا۔'' اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے ایک خادم کو حکم دیا اور وہ جلدی سے سواری کے قابل اونٹ لے آیا اور آپ نے مہار ام ایمن کے ہاتھ میں پکڑاتے ہوئے کہا:

امی دیکھیے یہ اونٹ کا بچہ ہے یا کچھ اور؟

حضرت ام ایمن رحمت عالم ﷺ کے اس شفقت بھرے مزاح کو سمجھ گئیں اور بے اختیار ہنسنے لگیں۔ (مشکوٰۃ)

یعنی آپ ﷺ نے یہ باور کرایا کہ مزاح ایسا ہونا چاہیے کہ جو بے ساختہ لبوں پہ مسکراہٹ بکھیر دے نہ کہ آنکھ سے آنسو...... اور سب سے بڑھ کر جھوٹ پر مبنی نہیں ہونا

چاہئے کیونکہ جھوٹ صرف دکھ دینا جانتا ہے۔ ایسے بے شمار قصے ملتے ہیں جن سے آپ کی لطافت اور خوبصورت اخلاق واقدار کا پتہ چلتا ہے، کہیں آپ ﷺ کے پاس ایک بڑھیا سوالی بن کر آئی اور جنت میں داخلے کی دعا کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''جنت میں بوڑھے لوگ نہیں جائیں گے۔''

اس پر بڑھیا بے اختیار رونے لگی اور جانے لگی تو آپ ﷺ کی رحمت نے گوارا نہ کیا اور فوراً فرمایا کہ اس سے کہو کہ جنت میں سب جواں ہو کے جائیں گے۔ کہیں آپؐ نے کسی بچے کو از راہ مزاح کہا کہ تمہارا دو کانوں میں سر ہے...... تمام مزاح میں کہیں بھی جھوٹ کا سہارا نہیں ملتا، ساتھ ہی آپ ﷺ خلاف توقع کوئی بات نہ کرتے...... آپ ﷺ کی پوری زندگی ایسے ان گنت واقعات سے بھری پڑی ہے۔ مزاح میں کسی کی دل آزاری کرنا، مذاق اڑانا، برے القاب سے یاد کرنا، آپ ﷺ نے سختی سے فرمایا ہے: ''ہلاکت ہے اس آدمی کے لئے جو لوگوں کو ہنسانے کے لئے کوئی بات کرتا ہے اور اس میں جھوٹ بولتا ہے، اس کے لئے ہلاکت ہے اس کے لئے ہلاکت ہے!!!'' (ترمذی) پھر فرمایا: ''سب سے بڑی خیانت یہ کہ آدمی اپنے بھائی سے وہ بات کہے جو جھوٹی تھی اور اس کو سچ سمجھے......''

جبکہ فرسٹ اپریل کو ایک دوسرے سے مزاح کرتے ہوئے پیغام پہنچاتے ہیں کہ فلاں کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے، جسے سچ مان کر کوئی جلدی پہنچنا چاہے تو اپنی جان سے بھی ہاتھ دھو سکتا ہے۔ آج کے معاشرے میں ہمارے اردگرد ایسے بہت سے واقعات ملتے ہیں جبکہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔''

انسان اگر ان چھوٹی چھوٹی باتوں پہ توجہ دے اور ہر موقع پر میانہ روی اور اعتدال کو اپنا لے تو بہت بڑے بڑے نقصانات سے بچ سکتا ہے...... ورنہ انسان اپنی ہلاکت کا خود ذمہ دار ہے...... ایسے بے ہودہ مذاق سے انسان اس گڈریے کی طرح ہو جاتا ہے جو روز شیر کے آنے کی خبر دے کر پورے گاؤں کو اکٹھا کر کے پہلے تو ہنستا ہے اور بعد میں اس کا سچ بھی جھوٹ بن کر اس کے لئے ہلاکت کا باعث بن جاتا ہے...... ایک چھوٹا سا مذاق بھول بننے میں دیر نہیں لگاتا، تو کیوں ایسا مذق کیا جائے جو ساری زندگی کی بھول بن جائے......؟

پہلا باب

اپریل فول تاریخ کے تناظر میں

گدھوں کی نمائش

اسلنجتون شہر سے نکلنے والے ایک انگریزی اخبار ''ایفنج سٹار'' نے اپنی 31 مارچ 1846ء کی اشاعت میں صفحہ اول پر ایک بڑا سا اشتہار شائع کیا کہ

''کل یکم اپریل کو اسلنجتون شہر کے سب سے بڑے زراعتی فارم میں گدھوں کی نمائش ہوگی اور زبردست میلہ لگے گا۔''

اس وقت یہ اخبار اپنی سرکولیشن میں کوئی ثانی نہیں رکھتا تھا۔ لاکھوں نہیں تو بلاشبہ اس کے پڑھنے والوں کی تعداد ہزاروں میں ضرور تھی۔ قارئین نے جب اخبار میں اشتہار دیکھا تو خوشی سے دیوانے ہوگئے۔ انہیں ایک دلچسپ اور بھرپور تفریح میسر آنے والی تھی، لہٰذا اگلے روز صبح ہوتے ہیں لوگ گھروں سے نکلے اور اپنے ضروری کام چھوڑ کر زراعتی فارم کی طرف خوشی خوشی پہنچنے لگے۔ دن کا آغاز ہوتے ہی لوگوں کی تعداد ہزارں تک جا پہنچی۔ ہر طرف شائقین کے سروں کا سمندر ٹھاٹھیں مارنے لگا۔ تاحد نگاہ لوگ جمع تھے۔ بچے، بوڑھے، جوان اور خواتین سب شامل تھے۔ لیکن اس زراعتی فارم میں انسانوں کی حاضری تو ہزاروں میں تھی لیکن ''گدھا'' کوئی بھی نہ تھا۔ لوگ انتظار کرتے رہے، نمائش کے لئے جمع ہوتے رہے۔ جب دن کا کافی حصہ بیت گیا اور انتظار کرتے کرتے لوگ بھی اکتا گئے تو بالآخر انہوں نے ایک دوسرے سے پوچھنا شروع کر دیا کہ ''گدھوں کی نمائش'' کب شروع ہوگی اور نمائش میں پیش کئے جانے والے ''گدھے'' کب آئیں گے...... کچھ وقت اور گزرا تو لوگوں کی اکتاہٹ اور بڑھ گئی۔ صبح سے جمع ہونے والے ہزاروں شائقین میں سے سینکڑوں انتظار کی کوفت اور تھکاوٹ سے چور ہو چکے تھے۔ سو اس اکتاہٹ کے

پیش نظر لوگوں کا اصرار بڑھنے لگا۔ آپس کی تکرار شروع ہوگئی، لوگ ایک دوسرے سے پوچھ کر بھی مایوس ہوگئے جب دن کا کافی حصہ بیت گیا اور صبح دوپہر میں تبدیل ہونے لگی تو سورج کی تیز شعاعوں نے لوگوں کو مزید انتظار کی اجازت نہ دی۔ سب کے چہروں پر تھکاوٹ کے آثار تھے اور وہ سب انتظار کی گھڑیاں ختم ہونے کی آس میں پھر بھی جمع تھے۔ اچانک ایک طرف سے اعلان کی آواز ابھری کوئی کہہ رہا تھا۔

''آپ کی حاضری بتا رہی ہے کہ آپ کو ''نمائش'' کا بہت شوق ہے لیکن تعجب کی بات یہ ہے کہ آپ کی نگاہیں کس کی منتظر ہیں اور زبانوں پر عجب سوال ہیں کہ ''نمائش'' کب شروع ہوگی حالانکہ نمائش تو اپنے اعلان کے مطابق اپنے مقررہ وقت سے پہلے کی شروع ہے۔ رہی بات ''گدھوں'' کی تو اخبار میں اشتہار تھا کہ ''زراعتی فارم'' میں گدھوں کی نمائش ہے۔ سو جو لوگ نمائش میں آئے ہیں یقیناً وہ خود ہی ''گدھے'' ہیں۔

شیروں کو غسل

اس سے ملتا جلتا ایک واقعہ لندن سے شائع ہونے والے اخبار ''ڈریک نیوز لیٹر'' کے متعلق ہے کہ اس اخبار نے اپنی 2 اپریل 1698ء کی اشاعت میں لکھا کہ یکم اپریل کو کچھ لوگوں کی طرف سے یہ اعلان ہوا کہ یکم اپریل کو لندن ٹاور میں شیروں کو غسل دیا جائے گا۔ وقت مقررہ پر لوگوں کی کافی تعداد جمع ہوگئی۔ لوگ انتظار کرنے لگے لیکن سارا دن گزر گیا ''شیروں کو غسل'' دینے کا نہ کوئی مظاہرہ ہوا اور نہ شائقین مشاہدہ کر سکے۔ لوگ انتظار میں رہے مگر جب انہیں معلوم ہوا کہ آج یکم اپریل ہے اور انہیں اسی مناسبت سے ''بیوقوف'' بنایا گیا ہے تو سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو واپس پلٹ گئے۔

احمقوں کا دن

''اپریل فول'' کی تاریخ میں یہ دو واقعات ایسے ہیں جو اس کی ابتدا اور وجہ تسمیہ کا پتہ دیتے ہیں۔ اپریل کا مہینہ عیسوی سال کا چوتھا مہینہ ہے۔ اس کی پہلی تاریخ کو انگریز ایک دوسرے کو بیوقوف بنانے کے لئے شرارتیں، مذاق اور بے ہودہ قسم کے ہتھکنڈے اپناتے تھے۔ ان کا ہاں ماہ اپریل کے پہلے دن کو "Allfool Day" یعنی احمقوں اور پاگلوں کا

دن کہا جاتا ہے۔اس دن سارے مغرب میں جی بھر کر جھوٹ بولا جاتا ہے۔ایک دوسرے کو بیوقوف بنانے کے لئے ناٹک کئے جاتے ہیں اور مذاق اور استہزاء سے ان کی تضحیک کی جاتی ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اب یہ بیماری اہل یورپ و مغرب سے نکل کر مشرق اور دیگر خطوں میں مقیم مسلمانوں میں سرایت کرنے لگی ہے۔ مسلم ممالک کے ساتھ ساتھ یکم اپریل کو پاکستان میں بھی مغربی عوام کی تقلید میں ''اپریل فول'' منایا جاتا ہے اور لوگوں کو بیوقوف بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ پچھلے کچھ سالوں سے اس میں اور بھی تیزی آئی ہے اس دن اس قسم کے مذاق بھی کئے جانے لگے ہیں کہ جن سے حیا و شرم کا عنصر بھی ختم ہو گیا ہے۔ کچھ ایسے سنگین مذاق ہوتے ہیں کہ ان کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو جان سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے۔

''اپریل فول'' کب شروع ہوا اور کس نے آغاز کیا، اس بارے میں حتمی طور پر کہیں بھی کوئی ذکر نہیں ملتا ''اپریل فول'' کے متعلق یہ ذکر ضرور ملتا ہے کہ اس رسم کا آغاز فرانسیسیوں نے کیا۔ فرانس میں 1524ء میں نیا کیلنڈر جاری کیا گیا تو کچھ لوگوں نے اس کی مخالفت کی، نئے کیلنڈر کے حامیوں نے مخالفین پر طعن و تشنیع کی اور انہیں رسوا کرنے کے لئے مذاق کا نشانہ بنایا اور استہزاء کے ذریعے ان کی تحقیر کی۔ اس کے متعلق بھی یہی مشہور ہے کہ یہ کوئی ٹھوس دلیل نہیں بلکہ کچھ لوگوں کا ذہنی خیال ہے کہ جس طرح بہت سے دیگر خیالات مشہور ہیں کہ 21 مارچ کو دن اور رات برابر ہو جاتے ہیں لہٰذا اس ماہ کے ختم ہوتے ہی اگلے ماہ کی پہلی تاریخ کو ''اپریل فول'' منایا جاتا ہے...... کچھ حضرات نے لکھا ہے کہ یہ تہوار بت پرست قوم کی ایجاد ہے۔ بت پرست لوگ اپنی عبادت میں ایسا بھی کیا کرتے تھے لیکن اس کے آثار ختم ہو گئے۔ ان سے آہستہ آہستہ یہ رسم دیگر لوگوں تک پہنچی اور اب مغرب کا تہوار ہے...... بعض احباب اسے موسم کے ساتھ ملاتے ہیں کہ مارچ اپریل میں پیار کا موسم ہوتا ہے۔ خزاں کی اداسی ختم ہوتی ہے اور بہار اپنی محبت اور تازگی کا پیغام سناتی ہے درختوں پر تتلیاں اڑتی ہیں۔ درخت سبزے کا لبادہ اوڑھ کر دلچسپ نظارہ پیش کرتے ہیں، لہٰذا اس خوش کن منظر کی وجہ سے خوشی میں ''اپریل فول'' منایا جاتا ہے۔

اپریل کی وجہ تسمیہ

حافظ محمد زکریا کی تحقیق کے مطابق:

اپریل April انگریزی سال کا چوتھا مہینہ ہے۔ یہ قدیم کیلنڈر ایک لاطینی Aprilis سے مشتق (ماخوذ) ہے اور بعض نے کہا ہے کہ یہ لفظ Aprillis سے نہیں بلکہ Aperire سے لیا گیا ہے۔ یہ لفظ عام طور پر بہار کے آغاز یعنی پھولوں کے کھلنے کے موسم پر بولا جاتا ہے، اور مہینے کا نام "اپریل" اس لئے رکھا گیا ہے کہ اس میں نئے پھول نکل آتے ہیں اور موسم بہار کا آغاز ہو چکا ہوتا ہے۔ کوئل اور دوسرے پرندے اپنی دلربا آوازوں سے موسم خزاں کو شکست دے چکے ہوتے ہیں۔

1645ء سے پہلے تک فرانس میں سال کی ابتداء جنوری کی بجائے اپریل سے ہوتی تھی، مگر بعد میں فرانس کے حکمران شارل نہم نے اپریل کی بجائے جنوری سے سال کا آغاز کرنے کے لئے کہا۔

روم میں "اپریل" کے بارے میں کچھ اور روایات پڑھنے کو ملتی ہیں۔ مثلاً اس مہینے میں موسم بہار کے آغاز کی وجہ سے انہوں نے یکم اپریل کو "خوشیوں کا خوبصورتی کے خدا کا دن" قرار دیا۔ انہوں نے ایک خوش قسمتی کی ملکہ بنائی ہوئی تھی جس کا نام انہوں نے "فینوز" رکھا ہوا تھا۔ چنانچہ وہ یکم اپریل کو اس کی یاد میں مختلف تقریبات کرتے تھے۔ خصوصاً اہل روم کی بیوائیں اور دوشیزائیں اسی ملکہ کے نام سے منسوب عبادت خانے میں جمع ہوتی اور اپنے نفسانی جسمانی عیوب کو ظاہر کرتی اور دعائیں مانگتی تھیں کہ ان کے عیوب کے بارے میں ان کے خاوندوں کو پتہ نہ چلے۔

اپریل فول کی ابتداء کیسے ہوئی؟ اس کے بارے میں مختلف روایات بیان کی جاتی ہیں۔

پہلی روایت

یہ رسم 1564ء میں فرانس سے شروع ہوئی۔ جب 1564ء میں نیا کیلنڈر جاری کیا گیا تو کچھ نے اسے ماننے سے انکار کر دیا۔ ان منکرین کیلنڈر کو طعن وتشنیع اور استہزاء کا نشانہ بنایا جاتا تھا اور اس قبیح عمل کا آغاز یکم اپریل سے ہوا۔

دوسری روایت

کہا جاتا ہے کہ شائد ایسا وقت تھا جب موسلا دھار بارش کے بعد اچانک دھوپ نکل آئی تھی۔ یہ قدرت نے نعوذ باللہ انسانوں سے مذاق کیا تھا، جب یہ واقعہ پیش آیا تو تب یکم اپریل تھی۔ ①

تیسری روایت

اپریل فول کے ذریعے بڑے سے بڑے آدمی کو بیوقوف بنایا جاتا ہے اور اسے بہرحال اس کے نقصانات برداشت کرنا پڑتے ہیں، اس لئے وہ لوگ اپریل فول کو Poisson Baril بھی کہتے ہیں۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس دن سورج برج حوت سے دوسرے برج میں داخل ہوتا ہے اور ''حوت'' عربی میں مچھلی کو کہتے ہیں لیکن دوسری طرف بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ لفظ Possion ''باسون'' سے تحریف شدہ ہے۔ ''باسون'' کے معنی عذاب اور Possion کے معنی مچھلی کے ہیں۔ یہ درحقیقت اس تکلیف کی طرف اشارہ ہے جو عیسائیوں کے عقیدہ کے مطابق سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر دی گئی تھی، چنانچہ ان کے عقائد کے مطابق یہ واقعہ یکم اپریل کو رونما ہوا تھا۔

انہی روایات کے پیش نظر فرانس میں بے وقوف بننے والے شخص کے لئے Fish کا لفظ مستعمل ہے یعنی جو پانی سے باہر تڑپ تو سکتی ہے مگر کر کچھ نہیں سکتی، اور اہل برطانیہ اور امریکہ یکم اپریل کو All fool day یعنی احمقوں کا دن کہتے ہیں۔ چنانچہ وہ اس دن ایسے ایسے جھوٹ بولتے ہیں جنہیں سننے والا سچ سمجھتا ہے اور پھر بعد میں اس کا تمسخر اڑایا جاتا ہے۔ کچھ مغربی عامل فلکیات خیال کرتے ہیں کہ یکم اپریل کا دن ویسے ہی منحوس ہے اور اپنی رائے کی اہمیت کے لئے وہ دلیل دیتے ہیں کہ اس دن پیدا ہونے والے افراد ذہنی استعداد اور صلاحیتوں سے بے بہرہ ہوتے ہیں۔ مثلاً ایک مغربی پروفیسر اور مشہور ماہر فلکیات اس کے بارے میں اپنے خیالات یوں سپرد قلم کرتا ہے۔

''یکم اپریل کو پیدا ہونے والے افراد اپنے کام کی تکمیل کے لئے جلد بازی

① (تفصیل کے لئے دیکھئے: آکسفورڈ جونیئر انسائیکلو پیڈیا والیم نمبر 9 صفحہ نمبر 473 اور انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا صفحہ 147 جلد نمبر 2)

سے کام لیتے ہیں اور اپنے مقاصد میں بری طرح ناکام ہوتے ہیں۔ اپنی غلطیوں کو شاذ و نادر ہی تسلیم کرتے ہیں اور ہر کام کی تکمیل میں بزدلی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ خطرات سے راہِ فرار اختیار کرتے ہیں۔ مستقل مزاجی جیسی صفات سے محروم ہوتے ہیں۔ اسی لئے اپنے کام کو ادھورا ہی چھوڑتے ہیں۔ اپنی رجائیت پسندی کے باعث اکثر بے وقوف بن جاتے ہیں۔"

اپنی اس بحث کو مزید طوالت دیتے ہوئے یہی ماہر فلکیات مسٹر Passoo عورتوں کی عادات واطوار کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ:

"اس دن کو پیدا ہونے والی خواتین اپنے جذبات کو قابو میں رکھنا نہیں جانتیں۔ بے سوچے سمجھے آگ میں کود جاتی ہیں۔"①

متنازعہ تاریخ

دوسری تحقیق کے مطابق: اپریل فول ڈے کی تاریخ کے متعلق کوئی واضح نظریہ موجود نہیں ہے اور نہ ہی اس کے آغاز کی درست تاریخ کا ریکارڈ موجود ہے۔ مغربی ممالک میں مقبول اس تہوار کے آغاز کے متعلق قرین قیاس یہ ہے کہ اس کی ابتداء 1582ء میں فرانس سے ہوئی۔ اس سے قبل نئے سال کی تقریبات 25 مارچ سے یکم اپریل تک منائی جاتی تھیں۔ اس سال چارلس نہم (کچھ روایت کے مطابق پوپ گریگوری XIII) نے قدیم جولین کیلنڈر کے بجائے گریگورین کیلنڈر رائج کرنے کا حکم جاری کیا جس کے مطابق نئے سال کا آغاز یکم جنوری سے ہونے لگا۔ اس زمانے میں ابلاغ اور رابطے کا نظام بہت سست اور دقت طلب تھا۔ چنانچہ کئی برس تک بہت سے علاقوں میں لوگوں کو اس تبدیلی کا علم نہ ہوسکا۔ کئی مقامات پر لوگوں نے نئے کیلنڈر کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور 25 مارچ سے یکم اپریل تک نیا سال منانے کے رواج کو جاری رکھا۔ ان روایت پسند اور بے خبر لوگوں کو بے وقوف قرار دیا گیا اور مختلف طریقوں سے ان کا مذاق اڑایا جانے لگا۔ آہستہ آہستہ یہ روایت فرانس سے انگلینڈ اور سکاٹ لینڈ پہنچ گئی اور بعدازاں برطانیہ اور فرانس کی امریکی

① بحوالہ کتاب Omazze

کالونیوں میں بھی متعارف ہوگئی اور یکم اپریل کا دن دنیا کے بیشتر علاقوں میں ایک دوسرے کو بے وقوف بنانے اور مذاق اڑانے کے لئے مقبول ہوتا چلا گیا۔

اکثر مورخ اس وضاحت کو تسلیم کرتے ہیں تاہم مورخین اور محققین کے چند گروہ ایسے ہیں جن کا کہنا ہے کہ اپریل فول کا رواج گریگورین کیلنڈر متعارف کرائے جانے سے پہلے سے رائج تھا اور فرانس اور جرمنی میں 1508ء، 1539ء اور 1564ء کے کئی ایسے حوالہ جات موجود ہیں جن میں اپریل فول کے ثبوت ملتے ہیں۔ علاوہ ازیں برطانیہ میں گریگورین کیلنڈر 1752ء میں اختیار کیا گیا جبکہ وہاں اپریل فول کا تصور بہت پہلے سے موجود تھا۔

جرمن لوگ یکم اپریل کو کسی اور وجہ سے اہمیت دیتے ہیں۔ 1572ء میں ہالینڈ پر سپین کے بادشاہ فلپ دوم کی حکومت تھی۔ ان دنوں اس علاقے میں جرمن باغی بھکاریوں کے روپ میں پھرا کرتے اور خود کو ''گویزن'' (Guezen) کہلاتے تھے۔ یکم اپریل 1572ء کو انہوں نے ڈین بریل نامی چھوٹے سے ساحلی قصبے پر قبضہ کرلیا۔ اس کے ساتھ ہی ہالینڈ کے دوسرے شہروں میں بھی شہریوں نے سپینی حکومت کے خلاف بغاوت شروع کردی جس کو روکنا سپینی آرمی کے کمانڈر ڈیوک آف البا کے بس سے باہر ہوگیا۔ جرمن زبان میں ''بریل'' کا مطلب ''عینک'' ہے چنانچہ لوگ مذاقاً کہنے لگے کہ Alba has lost his glasses (البا کا چشمہ کھوگیا ہے) یعنی درحقیقت وہ ڈین بریل کا قبضہ کھوچکا ہے۔ جرمنوں کو یہ مذاق اتنا پسند آیا کہ وہ ہر سال یکم اپریل کو یہ دن منانے لگے۔

مسخروں کی بادشاہت

اس سلسلے میں ایک تیسرا نظریہ بھی موجود ہے جو ان دونوں سے مختلف اور دلچسپ ہے۔ 1983ء میں بوسٹن یونیورسٹی کے تاریخ کے پروفیسر جوزف بوسکن نے ایسوسی ایٹڈ پریس کو دیے گئے ایک انٹرویو میں یہ نظریہ پیش کیا۔ اس کے مطابق رومی حکمران کانسٹنٹائن (Constantine) کے عہد میں اپریل فول ڈے کا آغاز ہوا۔ جب درباری مسخروں اور احمقوں کے ایک گروہ نے بادشاہ کے سامنے دعویٰ کیا کہ وہ سلطنت کا انتظام بہتر طریقے

سے سنبھال سکتے ہیں۔ یہ سن کر بادشاہ محظوظ ہوا اور اس نے ایک مسخرے ''کوگل'' (Kogel) کو ایک دن کی بادشاہت کا موقع دیا، جس میں اس نے حماقت کے شاندار مظاہرے کیے۔ یہ رواج مقبول ہوگیا اور ہر سال یکم اپریل کو احمقوں کا دن منایا جانے لگا۔ پروفیسر بوسکن کے خیال میں احمق ان دنوں بہت عقلمند لوگ ہوا کرتے تھے اور مسائل کو پر مزاح طریقے سے حل کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ یہ نظریہ ایسوسی ایٹڈ پریس (اے پی) کے ایک آرٹیکل میں شامل کیا گیا اور بہت سے اخبارات نے اسے شائع کیا اور اس نے عوام میں مقبولیت حاصل کی۔ تاہم دو ہفتوں کے بعد پروفیسر بوسکن کے ایک بیان سے معلوم ہوا کہ انہوں نے اے پی کو اپریل فول کا نشانہ بنایا تھا اور یہ سب کچھ صرف مذاق تھا۔

مختلف ممالک مختلف طریقے

کئی ممالک میں اپریل فول کی تقریبات مختلف دورانیے کی ہوتی ہیں اور ثقافت کا باقاعدہ حصہ ہیں، مثلاً سکاٹ لینڈ میں یہ دو دن منائی جاتی ہیں۔ دوسرے دن کو ''ٹیلی ڈے'' Tilly day کہا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس روز لوگوں کی پشت پر Kich me کے کاغذ یا کاغذ کی بنی ہوئی مچھلیاں چپکائی جاتی ہیں۔

روم کے لوگ 25 مارچ سے یکم اپریل تک ''ہلیریا'' Hilaria کے نام سے بہار کے آغاز کا تہوار مناتے تھے جو اپریل فول میں تبدیل ہوگیا۔

میکسیکو میں اپریل فول کی روایت کا آغاز یوں ہوا کہ 28 برس کو کنگ ہیروڈ کی طرف سے متعدد معصوم بچوں کو ذبح کیے جانے کی یادگار منائی جاتی تھی جو آہستہ آہستہ یکم اپریل کو منائی جانے لگی اور اس کا مزاج افسردگی سے مزاح کی طرف بدل دیا گیا۔

کچھ ممالک میں اپریل فول ڈے متفرق دنوں میں منایا جاتا ہے۔ ایران میں اپریل فول ڈے تین اپریل کو منایا جاتا ہے یعنی نئے ایرانی سال کے تیرھویں روز، اس دن لوگ ایک دوسرے سے مذاق اور شرارتیں کرتے ہیں۔ اسے ''سہ از دہ بیدار'' کہا جاتا ہے اور اس دن لوگ 13 عدد کی نحوست سے بچنے کے لئے گھروں سے باہر رہتے ہیں۔

برطانیہ، کینیڈا، آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ میں یکم اپریل کو بے وقوف بنانے کا سلسلہ

دوپہر تک جاری رہتا ہے لیکن اگر کوئی دوپہر کے بعد کسی کو اپریل فول بنائے تو خود ہی بے وقوف کہلاتا ہے۔ ڈین مارک میں یکم مئی کو "میج۔کیٹ" (Maj-Cat) کہا جاتا ہے اور اس روز لوگوں کو بے وقوف بنایا جاتا ہے تاہم ڈنمارک کے لوگ یکم اپریل کو ہی اپریل فول ڈے مناتے ہیں۔

کچھ یہودی آبادیوں میں "پوریم سپیل" نامی روایت ہے جو بہت حد تک اپریل فول ڈے سے مماثلت رکھتی ہے۔ ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ دنیا کی بہت بڑی کمپیوٹر ساز کمپنی ایپل کمپیوٹر کی بنیاد یکم اپریل 1976ء کو رکھی گئی تھی۔

حمق کا شکار

اگرچہ برطانیہ میں اپریل فول کئی صدیوں سے بطور تہوار منایا جارہا ہے لیکن اٹھارہویں صدی سے پہلے اسے عام رواج کی حیثیت حاصل نہیں تھی۔ اُدھر سکاٹ لینڈ میں یہ تہوار Hunting the Gowk "احمق کا شکار" کے نام سے منایا جاتا ہے۔ واضح رہے کہ سکاٹ لینڈ میں "گاک" کوئل سے ملتے جلتے ایک پرندے کو کہتے ہیں۔ یہ پرندہ کئی ممالک میں حقارت کی علامت سمجھا جاتا ہے۔

نیدرلینڈ میں بھی دنیا بھر کی طرح یکم اپریل بڑے جوش وخروش سے منایا جاتا ہے، مگر اس اہتمام کی وجوہات کچھ اور ہیں۔ نیدرلینڈ میں اس تہوار کی جڑیں سولہویں صدی میں پیوست ہیں۔

یہ 1572ء کا تذکرہ ہے، جب نیدرلینڈ، سپین کے حکمراں فلپ دوئم کے زیرنگیں تھا۔ اس دور میں مقامی باشندوں (ڈچ) پر مشتمل ایک حریت پسند گروہ سرگرم تھا۔ یہ گروہ خودکو "گیوزن" (Geuzen) یعنی بھکاری کہلاتا تھا۔ یکم اپریل 1572ء کو گیوزن حریت پسندوں نے نیدرلینڈ کے ساحلی قصبے Den Briel پر قبضہ کرلیا۔ جس طرح میرٹھ کی چھاؤنی میں ہونے والی شورش سے ہندوستان گیر بغاوت نے جنم لیا تھا۔ اسی طرح ڈین بریل پر حریت پسندوں کا قبضہ نیدرلینڈر کے عوام کے لئے بیداری کا پیغام بن گیا، اور سارا ملک سپینی راج کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا۔

نیدر لینڈ میں تعینات ہسپانوی فوج کا کمانڈر ڈیوک آف البا تمام تر کوششوں کے باوجود اس بغاوت کو کچلنے میں ناکام ہو گیا۔ ڈچ زبان میں Briel کا مطب ہے ''عینک''۔ یوں ڈین بریل سے شروع ہونے والی جنگ آزادی کو ڈچ عوام نے بریل کی نسبت سے اس پُرمزاح فقرے میں سمو دیا کہ...... البا اپنی عینک گم کر بیٹھا۔ ڈچ عوام آج بھی یکم اپریل کو سپینیوں کے خلاف اپنا یومِ آزادی مناتے ہوئے یہ لطیف فقرہ دہراتے ہیں، جس نے ایک تاریخی دن کو مزاح کا رنگ دے دیا ہے۔

انگریزی ادب کے باوا آدم کہلانے والے شاعر و ادیب جیوفرے چاسر Geoffrey Chaucer کی تخلیق کردہ کہانی Nun's Priest's Tale بھی اپریل فول کی بنیاد قرار پانے والے ماخذوں میں شامل ہے۔ یہ کہانی دو بے وقوفوں کا ماجرا ہے۔ ''نن پریسٹس ٹیل'' اس زمانے کے کیلنڈر کے مطابق 32 مارچ 1400ء کو تحریر کی گئی تھی، موجودہ کیلنڈر کے اعتبار سے یہ تاریخ یکم اپریل قرار پاتی ہے۔ احمقوں کی کہانی اور یکم اپریل کی مناسبت سے بعض حلقے ''نن پریسٹس ٹیل'' کو اپریل فول کی بنیاد قرار دیتے ہیں۔

گویا ویلنٹائن ڈے اور مختلف اقوام کے کئی دیگر تہواروں کی طرح اپریل فول کی شروعات بھی متنازع ہے۔ تاہم یہ تہوار دنیا کے اکثر ممالک میں بڑے جوش و خروش سے منایا جاتا ہے۔ یہ غالباً دنیا کا واحد تہوار ہے جو مکمل طور پر شوخی، شرارت اور مذاق سے عبارت ہے۔ یکم اپریل پر ایک دوسرے کو بیوقوف بنانے کا چلن عوام کے ساتھ سنجیدہ حلقوں میں بھی عام ہے اور تو اور ذرائع ابلاغ بھی اس دن اپنے قارئین، سامعین اور ناظرین کو مذاق کا نشانہ بناتے رہتے ہیں۔ اخبارات اور برقی ذرائع ابلاغ کی تاریخ میں یکم اپریل کو کی جانے والی شوخیوں کے کئی واقعات ملتے ہیں۔ اب انٹرنیٹ آنے کے بعد تو ایک عام آدمی بھی گھر بیٹھے لاکھوں کروڑوں لوگوں کو مذاق کا نشانہ بنا سکتا ہے۔

☆ ☆ ☆

دوسرا باب

مسلمانوں سے نفرت اور تعصب پر مبنی اپریل فول

تاریخ شاہد ہے کہ کافروں نے ہمیشہ سے ہر زمانے میں مسلمانوں کے خلاف نفرت اور دشمنی کا بیج بویا ہے۔ ہر مرحلے میں مسلمانوں کو اذیت دی ہے جہاں دوسرے تہواروں کی مقبولیت اور اس کے مسلسل انعقاد میں مسلمانوں کے خلاف کوئی نہ کوئی بات پیش نظر رہی ہے اسی طرح اپریل فول کے بارے میں بھی مختلف روایتیں بیان کی جاتی ہے۔ بعینہٖ ایسے کہ جب گستاخ رسول حقیقت رائے نے نبی اکرمؐ اور اور سیدہ فاطمۃ الزہرا کی شان میں گستاخی کی تو اس کو پھانسی کی سزا دی گئی تا کہ ہر کافر حرمت رسولؐ کا پاس رکھے۔ ہندوؤں نے حقیقت رائے کو ہیرو قرار دیا اور اسے ہمیشہ یاد رکھنے کے لئے بسنت کا آغاز کیا۔ بالکل ایسے ہی اپریل فول کے متعلق بھی کہا جاتا ہے کہ جب اسپین میں مسلمانوں کا اقتدار ختم ہوا تو مسلمانوں پر ظلم وستم کا ایک دور شروع ہو گیا۔ مسلمان مردوں، بوڑھوں اور بچوں کو قتل کیا جانے لگا اور عورتوں کی عصمت دری کی جانے لگی۔ ان دنوں ایک مشہور مسلمان امیر البحر (جس کا نام خیرالدین باربروسا تھا) کا بہت چرچا تھا، اسے سمندری شہنشاہ کے نام سے جانا جاتا تھا۔ اس نے مسلمانانِ اسپین کو اس صورت حال سے بچانے کے لئے منصوبہ بندی کی اور منظم طریقے سے مسلمانوں کو بحری راستے سے افریقہ تک پہنچانا شروع کر دیا۔ ساتھ ہی اس نے ہسپانوی حکمرانوں سے بدلہ لینے کے لئے ان پر کئی حملے بھی کئے اور ان کا کافی نقصان کیا۔

اُسی دوران ایک عیسائی جہاز راں نے مسلمانوں کو یہ پیشکش کی کہ اگر وہ سمندر پار جانا چاہیں تو اُن کے لئے اس کے جہاز تیار ہیں۔ جب یہ جہاز مسلمانوں کو لے کر گہرے سمندر میں پہنچے تو اُن ملاحوں نے جہازوں کے پیندوں میں سوراخ کر دیئے اور خود کسی

ذریعے سے جان بچائی۔ ساحل پر کھڑے لوگ یہ تماشا دیکھتے رہے۔ اُس دن یکم اپریل کی تاریخ تھی۔ تب سے اب تک یہ لوگ اپنی اُس گھناؤنی سازش پر خوشی مناتے ہیں اور لوگوں کو بے وقوف بناتے ہیں۔

مغربی اقوام اس تہوار کو صرف اس لئے مناتے ہیں کہ انہوں نے اس دن مسلم اقوام کو بے وقوف بناتے ہوئے ہسپانیہ اور برصغیر میں اپنے ہاتھوں کو ان کے خون سے رنگا اور اپنی روایتی مسلم دشمنی کو عیاں کرتے ہوئے اپنے اس کارنامے کو تہوار کی صورت میں مناتے ہیں۔ ہم میں سے بھی بہت سے لوگ اپریل فول کا دن مناتے ہیں اور ایک دوسرے کو بیوقوف بناتے رہتے ہیں، مگر ہم میں سے کتنے لوگ اس رسم کے پیچھے چھپے ہوئے اندوہناک حالات سے باخبر ہیں؟

تمباکو کا ہتھیار

تقریباً ہزار سال پہلے سپین میں مسلمانوں کی حکومت تھی اور وہ بھی ایسی مضبوط کہ اسے پامال نہیں کیا جاسکتا تھا۔ مغربی ممالک کے عیسائی سرتوڑ کوشش میں لگے ہوئے تھے کہ اسلام کو دنیا کے ہر حصے سے مٹا دیا جائے اور وہ کافی حد تک اس میں کامیاب بھی ہوگئے تھے مگر جب انہوں نے اسلام کو سپین سے مٹانا چاہا تو ہر بار ناکام رہے۔ آخر کار انہوں نے سپین کے مسلمانوں کی طاقت کا راز معلوم کرنے کے لئے اپنے جاسوس بھیجے اور اس لازوال قوت کا راز معلوم کرلیا۔ وہ راز تقویٰ تھا۔

سپین کے مسلمان صرف نام ہی کے مسلمان نہ تھے بلکہ وہ عملی مسلمان تھے۔ وہ قرآن کریم کو صرف پڑھتے ہی نہیں تھے بلکہ اس پر عمل بھی کرتے تھے۔ جب عیسائیوں کو ان مسلمانوں کی طاقت کا راز معلوم ہوگیا تو انہوں نے اس طاقت کو ختم کرنے کے لئے مختلف ہتھکنڈوں کی تلاش شروع کردی۔ چنانچہ انہوں نے اپنے منصوبے کے تحت شراب اور تمباکو وافر مقدار میں بلاقیمت سپین بھیجنا شروع کردیا۔ آخر کار ان کا یہ حربہ کامیاب ثابت ہوا اور اس نے مسلمانوں کے ایمان کو متزلزل کردیا۔ بالخصوص سپین کی نوجوان نسل اس کے شکنجے میں بری طرح پھنس گئی۔ اس سانحے کا المناک نتیجہ یہ ہوا کہ عیسائیوں نے

اسلام کو سپین کی سرزمین سے مٹا دیا اور مسلمانوں کی آٹھ سو سالہ شان دار حکومت کا خاتمہ کر دیا۔

مسلمانوں کے آخری قلعے غرناطہ (Garnada) کی شکست یکم اپریل کو ہوئی

اسی سال سے یہ ثابت کرنے کے لئے کہ عیسائیوں نے مسلمانوں کو کس طرح احمق بنایا۔ عیسائی ہر سال پہلی اپریل کو ''احمقوں کا دن'' مناتے ہیں مگر انہوں نے نہ صرف غرناطہ کی مسلم فوج کو بے وقوف بنایا بلکہ پوری امت مسلمہ اس میں شامل ہے۔ ہم مسلمان ان منکروں کے ہاتھوں احمق بنائے گئے۔ ان کے پاس تو یکم اپریل کو خوشی منانے کا جواز ہے کہ وہ اس یاد کو تازہ کریں۔

مگر پیارے بھائیو اور بہنو!

جب ہم اس دن خوشی مناتے ہیں تو اس کی وجہ لاعلمی ہے۔ اگر ہمیں اس سانحے کا علم ہوتا تو ہم اپنی شکست پر پوری مسلم امہ کی شکست پر کبھی خوشی نہ مناتے، لیکن اب جبکہ ہم اس دہلا دینے والی حقیقت سے آشنا ہو چکے ہیں تو ہمیں یہ عہد کرنا چاہئے کہ ہم آئندہ کبھی بھی اپنی ہی شکست پر خوشیاں نہیں منائیں گے۔ ہمیں سپین کے لوگوں سے سبق حاصل کرنا چاہئے اور اپنے آپ کو عملی مسلمان بنانا چاہئے نہ کہ صرف قولی اور آئندہ کبھی کسی کو یہ موقع نہیں دینا چاہئے کہ وہ ہمارے ایمان اور عقیدے کو متزلزل کر سکے۔

برصغیر میں اپریل فول

کہا جاتا ہے کہ برصغیر میں پہلی بار اپریل فول انگریزوں نے بہادر شاہ ظفر سے منایا جب وہ رنگون جیل میں تھے۔ انگریزوں نے صبح کے وقت بہادر شاہ ظفر سے کہا کہ یہ لو تمہارا ناشتہ آ گیا ہے۔ جب بہادر شاہ ظفر نے پلیٹ پر سے کپڑا اٹھایا تو پلیٹ میں اس کے بیٹے کا کٹا ہوا سر تھا۔ جس سے بہادر شاہ ظفر کو سخت صدمہ پہنچا جس پر انگریزوں نے ان کا خوب مذاق اڑایا۔

بعض مصنفین کا کہنا ہے کہ فرانس میں سترھویں صدی سے پہلے کا آغاز جنوری کی بجائے اپریل سے ہوا کرتا تھا، اس مہینے کو لوگ اپنی دیوی وینس (Venus) کی طرف

منسوب کر کے مقدس سمجھا کرتے تھے، وینس کا ترجمہ یونانی زبان میں Aphrodite کیا جاتا ہے اور شاید اسی یونانی نام سے مشتق کر کے مہینے کا نام اپریل رکھ دیا گیا۔ (برٹانیکا پندرھواں ایڈیشن صفحہ 292 جلد 8)

لہٰذا بعض مصنفین کا کہنا ہے کہ چونکہ یکم اپریل سال کی پہلی تاریخ ہوتی تھی اور اس کے ساتھ ایک بت پرستانہ تقدس بھی وابستہ تھا، اس لئے اس دن کو لوگ جشن مسرت کہا کرتے تھے اور اسی جشن مسرت کا ایک حصہ ہنسی مذاق بھی تھا جو رفتہ رفتہ ترقی کر کے اپریل فول کی شکل اختیار کر گیا، بعض لوگ کہتے ہیں کہ جشن مسرت کے دن لوگ ایک دوسرے کو تحفظ دیا کرتے تھے، ایک مرتبہ کسی نے تحفے کے نام پر کوئی مذاق کیا جو بالآخر دوسرے لوگوں میں بھی رواج پکڑ گیا۔

برٹانیکا میں اس رسم کی ایک اور وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ 21 مارچ سے موسم میں تبدیلیاں آنا شروع ہوتی ہیں، ان تبدیلیوں کو بعض لوگوں نے اس طرح تعبیر کیا کہ (معاذ اللہ) قدرت ہمارے ساتھ مذاق کر کے ہمیں بے وقوف بنا رہی ہے، لہٰذا لوگوں نے بھی اس زمانے میں ایک دسرے کو بے وقوف بنانا شروع کر دیا۔ (برٹانیکا، صفحہ 496، جلد 1)

یہ بات اب بھی مبہم ہی ہے کہ قدرت کے نام نہاد "مذاق" کے نتیجے میں یہ رسم چلانے سے "قدرت" کی پیروی مقصود تھی، یا اس سے انتقام لینا منظور تھا؟

کیا یہ عیسیٰ علیہ السلام کا مذاق ہے

ایک تیسری وجہ انیسویں صدی عیسوی کے معروف انسائیکلو پیڈیا "لاروس" نے بیان کی ہے اور اسی کو صحیح قرار دیا ہے وہ وجہ یہ ہے کہ دراصل یہودیوں اور عیسائیوں کی بیان کردہ روایات کے مطابق یکم اپریل وہ تاریخ ہے جس میں رومیوں اور یہودیوں کی طرف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تمسخر اور استہزاء کا نشانہ بنایا گیا، موجودہ نام نہاد انجیلوں میں اس واقعے کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں، لوقا کی انجیل کے الفاظ یہ ہیں۔

"اور جو آدمی اسے (یعنی حضرت مسیح علیہ السلام کو) گرفتار کیے ہوئے تھے اس کو ٹھٹھے میں اڑاتے اور مارتے تھے اور اس کی آنکھیں بند کر کے اس کے منہ پر طمانچے مارتے تھے اور

اس سے یہ کہہ کر پوچھتے تھے کہ نبوت (یعنی الہام) سے بتا کہ کس نے تجھ کو مارا؟ اور طعنے مار مار کر بہت سی اور باتیں اس کے خلاف کہیں۔" (لوقا 22:63 تا 65)

انجیلوں میں ہی یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ پہلے حضرت مسیح علیہ السلام کو یہودی سرداروں اور فقیہوں کی عدالت عالیہ میں پیش کیا گیا، پھر وہ انہیں پیلاطس کی عدالت میں لے گئے کہ ان کا فیصلہ وہاں ہوگا، پھر پیلاطس نے نہیں ہیروڈیس کی عدالت میں بھیج دیا اور بالآخر ہیروڈیس نے دوبارہ فیصلے کے لئے ان کو پیلاطس ہی کی عدالت میں بھیجا۔

لاروس کا کہنا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو ایک عدالت سے دوسری عدالت میں بھیجنے کا مقصد بھی ان کے ساتھ مذاق کرنا اور انہیں تکلیف پہنچانا تھا اور چونکہ یہ واقعہ یکم اپریل کو پیش آیا تھا، اس لئے اپریل فول کی رسم درحقیقت اسی شرمناک واقعہ کی یادگار ہے۔

اپریل فول منانے کے نتیجے میں جس شخص کو بے وقوف بنایا جاتا ہے اسے فرانسیسی زبان میں Poisson d'avril کہا جاتا ہے جس کا انگریزی ترجمہ April fish ہے، یعنی اپریل کی مچھلی (برٹانیکا، صفحہ:496، جلد 1) گویا لاروس نے اپنے مذکورہ بالا موقف کی تائید میں کہا ہے کہ Poisson کا لفظ جس کا ترجمہ "مچھلی" کیا گیا ہے، درحقیقت اسی سے ملتے جلتے ایک اور فرانسیسی لفظ Posion کی بگڑی ہوئی شکل ہے جس کے معنی "تکلیف پہنچانے" اور "عذاب دینے" کے ہوتے ہیں، لہٰذا یہ رسم درحقیقت اس عذاب اور اذیت کی یاد دلانے کے لئے مقرر کی گئی ہے جو عیسائی روایات کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پہنچائی گئی تھی۔

ایک اور فرانسیسی مصنف کا کہنا ہے کہ دراصل Poisson کا لفظ اپنی اصل شکل ہی پر ہے، لیکن یہ لفظ پانچ الفاظ کے ابتدائی حروف کو ملا کر ترتیب دیا گیا ہے، جن کے معنی فرانسیسی زبان میں بالترتیب عیسیٰ، مسیح، اللہ، بیٹا اور فدیہ ہوتے ہیں۔ گویا اس مصنف کے نزدیک بھی اپریل فول کی اصل یہی ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مذاق اڑانے اور انہیں تکلیف پہنچانے کی یادگار ہے۔

اگر یہ بات درست ہے (لاروس وغیرہ نے اسے وثوق کے ساتھ درست قرار دیا ہے اور اس کے شواہد پیش کئے ہیں) تو غالب گمان یہی ہے کہ یہ رسم یہودیوں نے جاری کی ہوگی اور اس کا مقصد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تضحیک ہوگی لیکن یہ بات حیرتناک ہے کہ جو رسم یہودیوں نے (معاذ اللہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہنسی اڑانے کے لئے جاری کی، اسے عیسائیوں نے کس طرح ٹھنڈے پیٹوں نہ صرف قبول کیا بلکہ خود بھی اسے منانے اور رواج دینے میں شریک ہوگئے؟ اس کی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ عیسائی صاحبان اس رسم کی اصلیت سے واقف ہی نہ ہوں اور انہوں نے بے سوچے سمجھے اس پر عمل شروع کر دیا ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ عیسائیوں کا مزاج و مذاق اس معاملے میں عجیب و غریب ہے، جس صلیب پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے خیال میں سولی دی گئی بظاہر قاعدے سے ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ وہ ان کی نگاہ میں قابل نفرت ہوتی کہ اس کے ذریعے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایسی اذیت دی گئی، لیکن یہ عجیب بات ہے کہ عیسائی حضرات نے اسے مقدس قرار دیا اور آج وہ عیسائی مذہب میں تقدس کی سب سے بڑی علامت سمجھی جاتی ہے۔ جو بھی ہے یہ بات تو طے ہے کہ کافر مسلمانوں کا کبھی بھی خیر خواہ نہیں ہوسکتا ہے اور نہ ہی دوست ہوسکتا ہے یہ قرآنی فیصلہ ہے اور اس لئے مسلمانوں کو کافروں کو دوست بنانے سے منع کیا گیا ہے۔ کفار نے ہمیشہ اسلام دشمنی کا ثبوت دیا ہے اور ہر دور میں ہر طریقے سے اسلام اور مسلمانوں کی تضحیک کی ہے۔ دوسرے تہواروں کی طرح اپریل فول میں بھی یہ بات نظر انداز نہیں کی جاسکتی۔

☆☆☆

تیسرا باب

لوگوں کو بیوقوف بنادیا گیا

جھوٹ بول کر کسی کے ارمانوں سے کھیلنا اور کسی کی سادگی کو مذاق بنا دینا بدترین حرکت ہے۔ اس سے دوسرے انسان کے ظرف کا بھی اظہار ہوتا ہے۔ ایسا انسان جو انسانیت اور اخلاقیات سے بہرہ ور ہو اور معاشرتی اقدار سے آشنا ہو وہ کبھی بھی ایسی کوئی حرکت نہیں کرتا کہ جس سے دوسرا تماشا بن جائے اور پھر اگر یہ بیہودگی صرف تفریح طبع کے لئے ہو تو اور بھی حیا باختگی کا ثبوت ہے۔ چاہے یہ کسی خاص موقع پر ہو یا ہر محفل کا احوال، بالخصوص جیسا کہ ''اپریل فول'' پر ہوتا ہے کہ اچھے بھلے انسان کو تماشا بنا دیا جاتا ہے۔ اہل مغرب جن کی تقلید میں ہم سب کچھ بھول رہے ہیں ان کے ہاں جھوٹ کس قدر عام ہے۔ وہ انسانیت سے کس قدر عاری ہیں، جھوٹ بول کر دوسروں کے جذبات اور احساسات سے کس طرح کھیلتے ہیں اور انہیں کس طرح لوگوں کی نگاہوں میں بیوقوف بنا کر تماشا بناتے ہیں۔ اس کا اندازہ ان واقعات سے لگایا جا سکتا ہے۔

ریلوے انجن کی چوری

یکم اپریل 2006ء کو جی این (Cheyenna) ریڈیو سٹیشن نے رپورٹ نشر کی کہ گزشتہ شب ہالی ڈے پارک سے ایک یونین پیسیفک سٹیم انجن چرا لیا گیا ہے۔ اگرچہ اس انجن کا وزن 1.2 ملین پاؤنڈ سے زیادہ تھا اور اس ریلوے ٹریک کے آس پاس کوئی ٹریک بھی نہیں تھا چنانچہ اس کی چوری کا امکان قریباً ناممکن نظر آتا تھا، اس کے باوجود بہت سے سامعین نے اس افواہ پر یقین کر لیا اور تفتیش کے لئے ہالی ڈے پارک پہنچ گئے۔ پارک کی قریبی سڑک پر گھنٹوں ٹریفک جام رہی تاہم لوگوں کو یہ دیکھ کر مایوسی ہوئی کہ انجن پارک میں اپنی مخصوص جگہ پر موجود تھا۔

آئس برس اور برف کے کیوبز

یکم اپریل 1978ء کو سڈنی کی بندرگاہ کے قریب ایک بحری جہاز نمودار ہوا جس پر ایک بہت بڑا آئس برگ لدا ہوا تھا، ایک مقامی مہم جو اور کاروباری شخصیت ڈک سمتھ نے اعلان کیا تھا کہ وہ انٹارکٹکا سے خصوصی طور پر ایک آئس برگ منگوا رہا ہے تا کہ اس سے برف کی ڈلیاں بنوا کر فروخت کرے۔ ان برف کی ڈلیوں سے کسی بھی قسم کے مشروبات کو یخ اور ذائقہ دار بنایا جا سکے گا اور یہ دس سینٹ فی ڈلی کے حساب سے خریدی جا سکیں گی۔ آہستہ آہستہ آئس برگ والا جہاز بندرگاہ کی طرف بڑھ رہا تھا اور مقامی ریڈیو اس کی براہ راست رپورٹ نشر کر رہا تھا۔ جونہی جہاز بندرگاہ میں داخل ہوا تو اصل حقیقت منکشف ہو گئی۔ اچانک ہی بارش ہونے لگی اور آگ بجھانے کے لئے استعمال ہونے والا فوم اور شیونگ کریم جس سے وہ مصنوعی آئس برگ بنا ہوا تھا، بہہ گئی اور نیچے سے پلاسٹک کی سفید شیٹیں نظر آنے لگیں۔ یہ سارا ڈرامہ درحقیقت عوام کو "فول" بنانے کے لئے کیا گیا تھا۔

اپریل فول کی خبریں

2005ء میں میری ویل ڈیلی فورم اخبار نے ایک نقلی اور من گھڑت صفحہ اول شائع کیا جس کی تمام خبریں قارئین کو فول بنانے کے لئے شائع کی گئی تھیں۔ ان میں سے ایک خبر میں کہا گیا تھا کہ شہر کی ایک نہر کو خالی کرا لیا جائے گا تا کہ شہر کے میئر کی گمشدہ لکی گولف بال ڈھونڈی جا سکے۔ یہ بھی لکھا گیا تھا کہ اخبار کے پبلشر کو ریسٹورنٹ میں سگریٹ نوشی کے جرم میں گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اخبار کے دوسرے صفحے پر بڑے الفاظ میں "اپریل فولز" لکھا ہوا تھا جبکہ نیچے اس دن کی اصل خبریں درج تھیں۔ اخبار کو سینکڑوں فون موصول ہوئے کیونکہ قارئین صفحہ اول کی خبروں کو حقیقت اور صفحہ دوم کی خبروں کو اپریل فول کی شرارت سمجھ رہے تھے۔

پانچ ملین آبادی کا عندیہ

یکم اپریل 2004ء کو نیشن سٹیٹس کی ویب سائٹ پر ایک مذاق (hoax) جاری کیا گیا۔ اس میں کہا گیا تھا کہ دنیا میں "پاپولیشن بگ" آ گیا ہے۔ لہٰذا فیصلہ کیا گیا ہے کہ ہر قوم

کی آبادی پانچ ملین تک محدود کر دی جائے گی۔ 2005ء میں اقوام متحدہ کے شعبہ دفاع کی طرف سے ایک فرضی پیغام جاری کیا گیا کہ امریکی قانون کے مطابق نیشن سٹیٹس غیر قانونی ویب سائٹ ہے۔ 2006ء میں نیشن ڈیٹس نامی ویب سائٹ بنائی گئی جو دراصل نقل تھی اور اپریل فول ہوکس کا حصہ تھی۔

صورت حال قابو میں ہے

بلغارین نیشنل ٹیلی ویژن نے اپنے ناظرین کو بے وقوف بنانے کے لئے ایک عجیب وغریب طریقہ اختیار کیا۔ 1991ء کے یکم اپریل کو اس ٹی وی چینل کے مزاحیہ پروگرام ''کوکو'' کے دوران یہ مختصر بریکنگ نیوز نشر کی گئی کہ بلغاریہ میں قائم Koizoduj جوہری پلانٹ کی صورت حال مکمل طور پر قابو میں ہے۔ اس بظاہر سچے بیان نے ناظرین کو یہ سمجھنے پر مجبور کر دیا کہ پاور پلانٹ کسی بڑی تباہی سے دوچار ہو گیا ہے۔

چرچ میں جوا

یکم اپریل 2006ء کو کینیڈا کے ساحلی شہر ہیملٹن سے تعلق رکھنے والے، مذہب سے بے بہرہ جواریوں نے باقاعدگی سے چرچ جانے کی ٹھان لی۔ ان کا یہ ارادہ کسی پادری کے وعظ و نصیحت کا نتیجہ نہیں تھا، بلکہ یہ بے چارے مقامی اخبار ''ہیملٹن اسپیکٹیٹر'' کی اس خبر پر یقین کر بیٹھے کہ ایک مقامی چرچ میں جوا کھیلنے والی مشین نصب ہونے والی ہے۔

مالٹا کے ٹی وی ایم کی شرارتیں

1995ء میں مالٹا کے قومی ٹی وی چینل ٹی وی ایم (TVM) نے یکم اپریل کو ایک بے بنیاد انکشاف کیا کہ ایک قبل از تاریخ زیر زمین مقبرہ دریافت ہوا ہے جس میں ایک حنوط شدہ ممی بھی ہے۔ اسی طرح ایک مرتبہ ٹی وی ایم نے اعلان کیا کہ مالٹا نے یورپی براعظم کی ڈرائیونگ کی روایات اختیار کرتے ہوئے سڑک کے دائیں طرف ڈرائیونگ کا طریقہ اپنانے کا فیصلہ کیا ہے۔ بہت سے ٹی وی ناظرین نے ان خبروں پر یقین کر لیا مگر دراصل یہ دونوں خبریں از راہ مذاق نشر کی گئی تھیں۔

ہانگ کانگ اور سارس کی بیماری

2003ء میں جب ہانگ کانگ سارس نامی وبا کا شکار تھا۔ منگ پاؤ اخبار کی ویب سائٹ کے ذریعے یہ افواہ اڑائی گئی کہ ہانگ کانگ کی آبادی کی اکثریت سارس کا شکار ہو چکی ہے اور تمام امیگریشن پورٹ بند کر دیئے گئے ہیں اور ہانگ کانگ کے چیف ایگزیکٹو تنگ جی ہوا مستعفی ہو گئے ہیں۔ یہ اطلاع پاتے ہی شہریوں کا ہجوم بازاروں اور شاہراہوں پر اکٹھا ہو گیا۔ ہانگ کانگ کی حکومت نے ایک پریس کانفرنس میں ان اطلاعات کی تردید کی۔ تحقیقات سے پتا چلا کہ یہ افواہ اپریل فول کے سلسلے میں اڑائی گئی تھی جو سنجیدہ رخ اختیار کر گئی۔ اس افواہ کا ذمہ دار ایک طالب علم تھا جس نے منگ پاؤ اخبار کی جعلی ویب سائٹ بنا کر یہ خبر جاری کی تھی۔ اس حرکت پر اسے جرمانہ ادا کرنا پڑا۔

مریخ پر پانی کی موجودگی

2005ء میں ناسا کی سرکاری ویب سائٹ پر ایک ایسی نیوز سٹوری بھیجی گئی جس میں مریخ پر پانی کی موجودگی کے تصویری ثبوت بھی پیش کئے گئے تھے۔ درحقیقت یہ تصویریں ''مارس کینڈی بار'' اور ''مارس چاکلیٹ بار'' کے ریپر پر پانی سے بھرے گلاس کی تھیں اور یہ حرکت اپریل فول کا حصہ تھی۔

میئر کی وفات

1998ء میں ڈبلیو اے اے الیف کے مقامی نمائندوں اوپی اور اینتھونی نے رپورٹ دی کہ بوسٹن کے میئر تامس مینیو کا ایک کار حادثے میں انتقال ہو گیا ہے۔ اس وقت مینیو ہوائی جہاز میں سفر کر رہے تھے چنانچہ ان سے رابطہ بھی نہ ہو سکا اور یہ افواہ سچ معلوم ہونے لگی اور جلد ہی شہر بھر میں پھیل گئی۔ بعد ازاں تمام خبر رساں اداروں کو اس افواہ کی تردید کرنا پڑی۔ اوپی اور اینتھونی کو غیر ذمہ دار رپورٹنگ پر برخاست کر دیا گیا۔

ریڈیو سٹیشن کا اپریل فول کا منفرد انداز

29 مارچ 2006ء کو 95.5 ڈبلیو بی آر او نامی امریکا کے ایک مقامی راک میوزک ریڈیو سٹیشن نے اعلان کیا کہ اسے خریدا جا چکا ہے اور 31 مارچ شام پانچ بجے ان کی نشریات

بشہ کے لئے ختم کر دی جائیں گی۔ جونہی ان کی نشریات ختم ہوئیں ''بڈی ایف ایم'' نام کا
ب ڈمی ریڈیو چینل جو جیک ایف ایم فارمیٹ کی نقل تھا اپنا بے ہنگم قسم کا پاپ اور فیکٹو
بوزک نشر کرنے لگا۔ یہ سلسلہ رات بارہ بج کر سولہ منٹ تک جاری رہا جب ڈبلیو پی آر او
کے میز بانوں نے دوبارہ مائیک سنبھال لئے اور صبح چار بج کر نو منٹ اور 37 سیکنڈ تک
وگوں کو اپریل فول بناتے رہے۔

ائلون کی جرابیں اور رنگین ٹیلی ویژن

سویڈن میں رنگین ٹیلی ویژن 1970ء میں متعارف کروائے گئے، اس سے پہلے
ہاں بلیک اینڈ وائٹ ٹی وی ہی استعمال ہوتے تھے۔ تاہم یکم اپریل 1962ء کو ناظرین کو
یک ٹی وی پروگرام میں اطلاع دی گئی کہ وہ ایک لمحے میں اپنے بلیک اینڈ وائٹ ٹی وی کی
نشریات رنگین بنا سکتے ہیں۔ اس تکنیکی تبدیلی کے لئے انہیں ایک سادہ سا عمل کرنا ہوگا اور
وہ عمل یہ تھا کہ نائیلون کی لمبی جرابیں اپنی ٹی وی سکرینوں پر رکھ دیں۔ اس کے بعد ٹی وی
نشریات رنگین نظر آنے لگیں گی۔ سویڈن کی 7 ملین کی آبادی میں لاکھوں افراد نے اس
اطلاع پر یقین کرتے ہوئے ایسا ہی کیا اور مطلوبہ نتائج حاصل نہ ہونے پر ٹی وی چینل کو
بے تحاشا شکوہ آمیز فون کالیں موصول ہوئیں۔

ایڈیسن کی فوڈ مشین

ایڈیسن ایک عظیم سائنسدان تھا جس نے بہت سی اہم سائنسی ایجادات کیں جو جدید
سائنس اور ٹیکنالوجی کی بنیاد بنیں۔ 1978ء کو ''نیویارک گرافک'' نامی اخبار میں خبر شائع
ہوئی کہ ایڈیسن نے ایک ایسی فوڈ مشین ایجاد کر لی ہے جو مٹی کو اناج اور پانی کو شراب میں
تبدیل کر دیتی ہے۔ یہ خبر پڑھ کر قارئین کی اکثریت نے فوری طور پر اخبار سے رابطہ کیا تو
معلوم ہوا کہ یہ محض اپریل فول تھا۔

سیٹی بجانے والی گاجریں

برطانیہ کی مشہور سپر مارکیٹ چین ٹیسکو نے یکم اپریل 2002ء کو صارفین کو سیٹی بجانے
والی گاجروں کی اطلاع سے بے وقوف بنایا۔ لوگوں کو بتایا گیا کہ ٹیسکو نے مخصوص انجینئرنگ

اور مہارت سے ایسی گاجریں اُگائی ہیں جن میں کچھ سوراخ رکھے گئے ہیں تاکہ ان کی اطراف سے ہوا گزرے تو سیٹی کی آواز پیدا ہو۔ عوام کی بڑی تعداد ایسی گاجریں دیکھنے اور خریدنے کے لئے سٹورز پر پہنچ گئی جہاں انکشاف ہوا کہ یہ اپریل فول کا حصہ ہے۔

یکم اپریل 1940ء دنیا کا آخری دن

31 مارچ 1940ء کو فلاڈلفیا کی فرینکلن انسٹی ٹیوٹ نے ایک پریس ریلیز جاری کی جس میں کہا گیا تھا کہ اگلا دن یعنی یکم اپریل دنیا کا آخری دن ہوگا۔ اس بات کو ثابت کرنے کے لئے بہت سے دلائل دیئے گئے تھے۔ لوگ یہ خبر پڑھ کر بہت پریشان ہو گئے اور دیوانوں کی طرح فرینکلن انسٹی ٹیوٹ کے دفتر فون کرنے لگے۔ انکوائری پر معلوم ہوا کہ یہ سب پریس ایجنٹ کیسٹی لانی کی غفلت اور عدم توجہی کی وجہ سے ہوا تھا۔ اصل خبر یکم اپریل کو ہونے والے ایک لیکچر بعنوان ''ہاؤ ول ورلڈ اینڈ'' (How will world end?) کے متعلق تھی جسے جلد بازی میں غلط مفہوم دے کر ریلیز کر دیا گیا۔ اس غفلت پر کیسٹی لانی کو برطرف کر دیا گیا۔

ٹیلی پیتھک ای میل

ایسٹونیا کے مسٹر مالدینی نے ٹیلی پیتھک ای میل کا تصور متعارف کروایا اور یکم اپریل 1999ء کو ''ریڈ ہیرنگ'' میگزین نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے ای میل کمپوز کرنے اور بھیجنے کے متعلق ایک مفصل مضمون شائع کیا۔ مالدینی کے مطابق ہم خیال ہی خیال میں ای میل بنا کر تصوراتی طور پر کسی کو بھجوا بھی سکتے ہیں بلکہ اس کا جواب بھی اسی طرح وصول کر سکتے ہیں۔ ان کا دعویٰ تھا کہ انہوں نے آٹھ ماہ قبل بیرون ملک کسی کو ٹیلی پیتھک ای میل بھیجی تھی جس کا جواب انہیں آٹھ ماہ کے بعد اسی ذریعے سے مل گیا تھا۔ اس مضمون کے چھپنے کے بعد اکثریت نے اس پر یقین کر لیا مگر بعد میں معلوم ہوا کہ یہ عوام کو بے وقوف بنانے کی ایک شرارت تھی۔

ٹی وی کے ذریعے خوشبو کا احساس

1965ء میں بی بی سی نے ایک نئی ٹیکنالوجی کے ٹرائل کا اعلان کیا جس کے ذریعے

ٹی وی سٹوڈیوز میں موجود خوشبو بھی تصویر کے ساتھ ساتھ ناظرین کو محسوس ہو سکتی تھی۔ بی بی سی نے اس قدر سنجیدگی سے یہ اطلاع دی کہ ناظرین نے نہ صرف اس پر یقین کر لیا بلکہ کئی لوگوں نے فون کر کے بی بی سی کو اطلاع دی کہ ان کی نئی ٹیکنالوجی کامیاب ہو گئی اور انہوں نے واقعی خوشبو محسوس کی ہے۔ اپریل 2005ء میں یہی شرارت سیون نیٹ ورک نے بھی اپنے ناظرین کے ساتھ کی۔ یہ سراسر بے بنیاد بات تھی اور جن ناظرین نے ایسا محسوس کیا وہ دراصل ان کی اس اطلاع پر مستحکم یقین کے نفسیاتی اثرات کے باعث تھا۔

یہ وہ واقعات ہیں جو اس بات کے غماز ہیں کہ کس طرح انسانیت سے عاری اور جھوٹے لوگوں نے لاکھوں انسانوں کو بے وقوف بنایا، ان کے ارمانوں سے کھیلا گیا۔ ان کی تضحیک کی اور ان پر لاکھوں افراد کو ہنسنے کا موقع دیا۔

ہمارے ہاں بھیڑ چال کا ایسا چلن ہے کہ اچھے بُرے کی تمیز تو درکنار اسلام اور ایمان کا لحاظ بھی ذہن سے نکال دیا جاتا ہے۔ اول تو ایسا اقدام جس سے دوسرے کا ٹھٹھہ ہو اور اسے بھری محفل میں باعث مذاق بنا دیا جائے یہ انسانیت کے لائق نہیں۔ ثانیاً یہ اہل مغرب کو تو زیب دیتا ہے جن کا کوئی دین اور ایمان نہیں ہے۔ لیکن ایک مسلمان کو ہرگز اچھا نہیں لگتا، جس کے پل پل کی رہنمائی کے لئے قرآن و حدیث کی صورت میں شریعت کے احکام کھلے ہیں۔

جس سے مذاق کیا جاتا ہے اسے ذلیل سمجھا جاتا ہے

کسے خبر نہیں کہ مزاح میں جس سے مذاق کیا جاتا ہے، اسے ذلیل اور کوتاہ سمجھا جاتا ہے اور یہ ہرگز ہرگز جائز نہیں بلکہ بہت بڑا گناہ ہے۔ شریعت میں مذاق اور ٹھٹھہ کرنا، عیب جوئی کرنا، طعنہ دینا اور غیبت کرنا بدترین گناہ ہے۔ ''لمز'' حرف گیری کرنا، یا کردار وغیرہ پر حرف رکھنا۔ ''ھمز'' بات بات میں حرف گیری کو کہا جاتا ہے۔ غیبت کسی کی اس کے پیٹھ پیچھے برائی کرنا، جبکہ وہ برائی اس کے اندر ہو، اور اگر اس کے اندر وہ عیب نہ ہو تو اس کو بہتان کہا جاتا ہے۔ قرآن پاک نے ان تینوں عیوب کی پوری صراحت کے ساتھ مذمت فرمائی ہے۔ ارشاد ہے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا وَ لَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ (الحجرات:12)

مسلمانو! بدگمانی کرنے سے پرہیز کیا کرو، کیونکہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں، اور سنو تم ایک دوسرے کی ٹوہ میں نہ رہا کرو، کہ اس کا کوئی مخفی عیب ملے تو گرفت کرے، اور نہ تم میں سے کوئی کسی کو اس کی عدم موجودگی میں برائی سے یاد کیا کرے، کیا تم میں سے کوئی چاہتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے، اس کو تم یقیناً برا سمجھو گے، اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا، اور آپ کی نسل سے تمام انسانوں کو بنایا، اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام انسان برابر ہیں، ہاں جو پرہیزگار ہوں گے، ان کا اکرام و اعزاز سب سے زیادہ ہوگا، البتہ دنیوی احکام میں کنگھی کے دانتوں کی طرح سب کا حکم یکساں ہوگا، جب تمام انسانوں کا حال یہ ہے تو سوچنا چاہئے کہ پھر ایک آدمی دوسرے کا مذاق کیوں اڑائے اسے جھوٹ بول کر کیوں بے وقوف بنائے، اس کے ساتھ ایسا کھیل کیوں کھیلے کہ اس کی سادگی اور شرافت لوگوں کے لئے اس کے ٹھٹھہ کرنے کا سبب بن جائے جیسا اکثر اپریل فول کو ہوتا ہے اور جیسی مثالیں اہل یورپ کی ہم پڑھ چکے ہیں جبکہ اسلامی رشتہ سے ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ اسلام اور اسلامی تعلیمات کی رو سے ایک دوسرے کی محبت اور ایک دوسرے سے پیار کرنا ضروری ہے۔ ایک دوسرے کی مدد کرنا اور دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہونا لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ

(الحجرات:13)

"اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک ہی عورت سے پیدا کیا اور ہم نے تم

سب کو مختلف قومیں اور قبائل اس لئے بنایا ہے کہ تم ایک دوسرے کو پہچان لیا کرو، اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز بڑا پرہیزگار ہے، یقیناً اللہ سب کچھ جانتا اور ہر چیز کی خبر رکھتا ہے۔''

صحیح حدیث شریف میں ہے:

لاتحاسدوا ولاتناجشوا ولا تباغَضُوُا ولاتدابروا ولایبع بعضکم عَلٰی بیع بعض وکونوا عباداللّٰہ اخوانا، المسلم اخوا المسلم لایظلمه ولایحقره ولایخذله التقویٰ ھٰھنا و یشیر الی صدره ثلاث مرات بحسب امری من الشران یحقر اخاه المسلم کل المسلم علی المسلم حرام دمه وماله و عرضه (مسلم)

''ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، کسی کے سودے پر سودا نہ کرو، ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، ایک دوسرے کی طرف پیٹھ نہ کر بیٹھو، اور دوسرے کو رغبت دلانے کے لئے قیمت نہ بڑھاؤ، بلکہ خدا کے بندے بھائی بھائی ہو کر رہو، مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اس پر ظلم نہ کرے اس کو بے مدد نہ چھوڑے، اس کو ذلیل نہ سمجھے (آپ نے سینہ کی طرف تین بار اشارہ کر کے فرمایا) تقویٰ اس جگہ ہوتا ہے، آدمی کے لئے یہی شر کافی ہے کہ وہ اپنے بھائی کو حقیر سمجھے، مسلمان کی ہر چیز، خون، مال، آبرو دوسرے پر حرام ہے۔''

ٹھٹھہ اور مذاق اڑانا کسی مسلمان کی بری طرح توہین کرنا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ بڑی معصیت ہے اور بڑی معصیت کی معافی توبہ نصوح (خالص توبہ) کے ذریعہ ہوتی ہے اور جس سے مذاق کیا جاتا ہے۔ اس کی زندگی میں اس سے معافی مانگ لینا ضروری ہوتا ہے اور یہ ضروری ہوتا ہے کہ کوئی بگاڑ نہ پیدا کیا جائے۔ ورنہ بصورت دیگر اللہ سے مغفرت کی دعا کرے، اور اس کے سامنے توبہ کرے۔

ھمز اور لمز حقارت اور استہزاء کی صورتیں ہیں، سابقہ حدیث اور گزشتہ آیت میں ان دونوں کی حرمت وارد ہے۔ نیز ہر دو کی مذمت میں اللہ تعالیٰ نے پوری ایک سورۃ نازل

فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَيۡلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۙ الَّذِىۡ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۙ يَحۡسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخۡلَدَهٗ ۚ كَلَّا لَيُنۡۢبَذَنَّ فِى الۡحُطَمَةِ ۖ وَمَاۤ اَدۡرٰىكَ مَا الۡحُطَمَةُ ؕ نَارُ اللّٰهِ الۡمُوۡقَدَةُ ۙ الَّتِىۡ تَطَّلِعُ عَلَى الۡاَفۡـِٕدَةِ ؕ اِنَّهَا عَلَيۡهِمۡ مُّؤۡصَدَةٌ ۙ فِىۡ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ (سورہ الہمزۃ)

''ہر عیب جو طعنہ زن کے لئے افسوس ہے، جس نے مال جمع کیا اور اس کو بڑے فخر کے ساتھ شمار کرتا رہتا ہے، سمجھتا ہے یہ مال ہمیشہ رہے گا، یہ خیال اس کا ہرگز (صحیح) نہیں، بھسم کرنے والی آگ میں ڈالا جائے گا۔ تمہیں کیا معلوم کہ وہ بھسم کرنے والی آگ کیا چیز ہے۔ وہ اللہ کی طرف سے بطور سزا مقرر کی ہوئی تیز آگ ہے، جو بدن سے گزر کر دلوں تک جا چڑھے گی، تحقیق وہ آگ بڑے بڑے ستونوں کی صورت میں اہل نار بدکاروں کے لئے مخصوص ہوگی۔

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الزواجر میں ہے، حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(ویل لکل همزة لمزة) همزه وہ لوگ جو طعنہ زنی کرتے ہیں۔ (لمزة) وہ جو حرام طریقہ سے لوگوں کا مال کھاتے ہیں۔ (نبذ) ٹوہ میں رہنا، لقب جو کسی کی ذات کی رفعت اور بلندی کا احساس دلائے۔ یا اس کی پستی کی غمازی کرے، یعنی کسی شخص کو ذلت یا حقارت کے ساتھ نہ پکارا جائے، جیسے یوں نہ کہا جائے، اے منافق، اے فاسق، حالانکہ وہ شخص اپنے فسق سے تائب ہو چکا ہے۔

مذکورہ اقوال کی مختلف لوگوں نے مختلف توجیہ کی ہے۔ ان میں ''سخریہ'' (مذاق) کو اس لئے مقدم کیا گیا کہ ان تینوں میں سب سے زیادہ اذیت اسی سے پہنچتی ہے، کیونکہ عرف عام میں اسے سخت تکلیف لاحق ہوتی ہے، اور یہ انسانی عیب کی شکل میں ہوتا ہے، مذاق کی بہ نسبت یہ ہلکا ہوتا ہے۔ ''نبز'' سے مراد لقب کے ساتھ پکارنا ہے، یہ عیب جوئی سے کمتر ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ ضروری نہیں کہ اس کا مفہوم اس کے لقب کے مطابق ہو، اس

لئے کہ کبھی اچھے کا لقب برا یا اس کے برعکس ہوتا ہے، گویا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، تکبر مت کرو، اپنے بھائیوں کو حقیر مت جانو، اور یہ بھی مت کرو کہ ان کی طرف مطلق التفات ہی نہ کرو، نیز فرق مراتب کا خیال کرتے ہوئے کسی کو عیب مت لگاؤ، اور ان کا ایسا نام مت رکھو، جو انہیں ناپسند ہو، جبکہ اپریل فول میں تو ان سب گناہوں پر خوب عمل ہوتا ہے اور لوگوں کو بے وقوف بنانے کے لئے ہر حربہ استعمال کیا جاتا ہے۔ اہل مغرب کی نقالی میں اسلام کی تعلیمات سے بھی روگردانی کر لی جاتی ہے اور نفس کی چند منٹ کی خوشی کے لئے دوسرے انسان کو ہمیشہ کی شرمندگی اور ذلت سے دوچار کر دیا جاتا ہے جیسا کہ اہل مغرب کی ان بدترین مثالوں میں موجود ہے۔ ان سب مثالوں میں دوسروں کی تضحیک ہے اور ان کی ذات کے ساتھ مذاق ہے اور لوگوں کے لئے ٹھٹھے کا سامان ہے جو کسی بھی مسلمان کو ہرگز زیب نہیں دیتا۔

✡ ✡ ✡

چوتھا باب

جب مذاق زندگی کا روگ بن گیا!

اعتماد اور وقار انسانی زندگی کا خاصا ہیں۔ جس شخصیت میں ان دونوں خوبیوں کا فقدان ہوتا ہے وہ لوگوں کی نگاہ میں نہ معتبر ٹھہرتی ہے اور نہ ان کی بات معاشرے میں کوئی وزن رکھتی ہے۔ ان دونوں خوبیوں میں کمی بے جا مذاق سے ہوتی ہے، بالخصوص ایسا مذاق جس میں دوسری شخصیت کی توہین کا پہلو ہو۔ اس سے مذاق کرنے والا انسان اپنی ذات کے نقصان کا بھی سبب بنتا ہے۔ زبان کا چٹخارہ اس کی ذات سے وقار کھو دیتا ہے اور وہ لوگوں کی نگاہ میں معتبر اور سنجیدہ آدمی نہیں رہتا ایسے میں اس کی سچی اور قابل وزن بات بھی مذاق سمجھ کر بے مول ہو کر رہ جاتی ہے اور نظر انداز کر دی جاتی ہے۔ ''اپریل فول'' پر ایسے بہت سے واقعات ہوتے ہیں کہ انسان کی زبان سے سچائی نکلنے پر بھی اسے جھوٹ سمجھا جاتا ہے۔ اس کی وجہ ہی بے جا مذاق ہے، اس کی ذات سے اعتماد اور وقار کی کمی ہوتی ہے۔ اپریل فول کا تہوار اکثر ایسے مذاق اور جھوٹ کا سبب بنتا ہے اور یہ ان خامیوں کا سلسلہ اس کے آغاز سے ہی جنم لئے ہوئے ہے۔

یکم اپریل کی ساعتوں کا آغاز ہوتے ہی لوگ ہوشیار ہو جاتے ہیں اور ٹھان لیتے ہیں کہ وہ کسی کے ہاتھوں بے وقوف نہیں بنیں گے لیکن کبھی کبھی یہ ہوشیاری ان کے لئے نقصان کا سبب بن جاتی ہے۔ اکثر یہ ہوتا ہے کہ لوگ یکم اپریل کو شائع یا نشر ہونے والی سچی خبروں اور صحیح اطلاعات کو بھی افواہ یا مذاق سمجھ بیٹھتے ہیں۔ مثلاً یکم اپریل 1946ء کو امریکی ریاستوں ''ہوائی'' اور ''الاسکا'' میں آنے والے زلزلے کی وارننگز کو مقامی باشندوں کی اکثریت نے اپریل فول کا مذاق تصور کیا۔ نتیجتاً ''تسونامی'' کے نام سے مشہور اس زلزلے میں 165 افراد جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

اگر اسے مذاق کہیں تو یہ دھوکے کا دوسرا نام ہوگا۔ اسے ہرگز کوئی شعور والا انسان مذاق نہیں کہہ سکتا۔ مزاح میں نہ کسی کی تضحیک ہوتی ہے اور نہ توہین اور نہ ہی دھوکہ دہی کا کوئی عنصر شامل ہوتا ہے۔ ایسا نہیں کہ اب ہنسنا یا مسکرانا ہی باعث جرم ہے۔ ہنسنا انسانی فطرت ہے اور یہ انسان کا خاصا ہے لیکن جیسے ہر کام اور فعل کا اسلوب اور دائرہ کار ہوتا ہے ایسے ہی ہنسی کی حدود و قیود بھی ہیں اور اگر انسان ان حدود سے آگے نکل جائے تو پھر لازماً نقصان کی صورت سامنے آتی ہے جیسا کہ اپریل فول کے روز جھوٹی خبر پر بہت سے لوگ نقصان اور صدمات سے دوچار ہوتے ہیں، ایسے ہی چند واقعات ہم یہاں بیان کر رہے ہیں۔

مذاق سے گھر اُجڑ گیا

سیٹھ منیر ایک کاروباری آدمی تھا۔ یکم اپریل کے روز وہ صبح ناشتے کی میز پر تھا کہ اس کے فون کی بیل بجی۔ منیر نے فون اٹینڈ کیا تو دوسری طرف اس کے بچپن کا دوست راشد تھا۔

''ہیلو منیر صاحب کیا حال ہے؟''

راشد نے کمال چاہت سے دریافت کیا۔

''خوش ہوں بھئی مزے سے زندگی کٹ رہی ہے۔''

منیر نے جواب دیا۔

''لیکن آپ کے لئے افسوس ناک خبر ہے۔''

''وہ کیا؟''

دوسری طرف سے منیر نے پریشانی سے پوچھا۔

''یار آج آغاز میں ہی سٹاک مارکیٹ گر گئی۔''

منیر کا سننا تھا کہ وہ برداشت نہ کر پایا اور زمین پر دھڑام سے گر پڑا۔ ریسیور اس کے ہاتھ سے گر گیا۔ منیر کی بیوی اور بچے اس کے گرد جمع ہو گئے۔ اس کی بیوی نے جلدی سے ریسیور کان پر لگایا تو دوسری طرف سے کچھ انتظار کے بعد راشد بولا۔

''چپ کیوں ہو گئے بن گئے نا فول۔''

راشد نے اپنی خوش طبعی کا جو طریقہ اپنایا اس سے ایک گھر کا سربراہ جان سے ہاتھ

دھو بیٹھا۔ منیر اس کی تاب نہ لاکر ہسپتال پہنچنے سے پہلے ہی مر گیا اور اس کی بیوی بیوہ اور بچے یتیم ہو گئے۔ بتائیے راشد کو کیا ملا۔ چند لمحوں کی خوشی اور زندگی بھر کا پچھتاوا۔ ہمارے ہاں ایسے واقعات ہر سال یکم اپریل کے روز رونما ہوتے ہیں۔ مغرب کی تقلید میں ہم اس قدر آگے جا چکے ہیں کہ ہم اپنی خوشی کی خاطر یہ بھی نہیں سوچتے کہ دوسرے پر اس کا کیا ردعمل ہوگا۔

مذاق سے ماں مر گئی

سرگودھا کے علاقے کلیار ٹاؤن کا رہائشی محمد خان گزشتہ بارہ سال سے کویت میں مقیم تھا۔ اس کی بیٹی شازیہ نے اپنی سہیلی کے ذریعے اپنے گھر ماں کو فون کروایا۔

سہیلی نے فون کیا، بیٹی ساتھ کھڑی تھی۔ اس نے پہلے پوچھا "فاطمہ بی بی! آپ ہی کا نام ہے۔" جواب ہاں میں ملا۔ اس نے کہا کہ آپ کے لئے ایک بُری خبر ہے کہ "آپ کے شوہر کویت میں ایک میزائل حملے میں فوت ہو گئے ہیں۔" بیوی نے خبر سنی تو وہیں غش کھا کر فرش پر گر پڑی اور موقع پر ہی جان دے دی۔ (روزنامہ خبریں لاہور، 2 اپریل 2007ء)

شرارت ہسپتال لے گئی

فضل ربی کسی سرکاری سکول کا طالب علم نہیں بلکہ ایک دینی مدرسہ میں زیر تعلیم تھا۔ سرکاری سکولوں میں تو اتوار کی چھٹی ہوتی ہے لیکن فضل ربی کو جمعہ کے روز چھٹی ہوتی تھی۔ فضل ربی کا گھر تو اسی شہر میں تھا مگر اسے ہر روز گھر جانے کی اجازت نہیں تھی۔ ان کے استاد صاحب کا کہنا تھا کہ اگرچہ مقامی شہر کے بچوں کے پاس سبق یاد کرنے کے بعد اتنا وقت ہوتا ہے کہ اگر وہ روزانہ گھر جانا چاہیں تو جا بھی سکتے ہیں مگر اس کا نقصان یہ ہے کہ وہ سبق یاد کرنے کے علاوہ مدرسے کے ماحول سے جو کچھ سیکھتے ہیں وہ نہیں سیکھ پائیں گے اس لئے کسی مقامی بچے کو بھی سوائے جمعہ کے روز گھر جانے کی اجازت نہیں تھی۔ یہ اپریل 2005ء کا واقعہ ہے۔

جمعہ کا مبارک دن تھا اور فضل ربی کو مدرسے سے چھٹی تھی۔ صبح کے 11 بجے تھے۔ وہ ہاتھ میں دھونے والے کپڑوں کا ایک شاپر پکڑے خراماں خراماں اپنے گھر کی طرف جا رہا تھا۔

وہ دل ہی دل میں خوش ہو رہا تھا کہ اپنے امی ابو اور چھوٹے بہن بھائیوں سے ملے گا اور انہیں اپنے مدرسے کے ساتھیوں اور استاد جی کی دلچسپ باتیں بتائے گا۔

اس کے گھر کے راستے میں ایک ہائی سکول پڑتا تھا۔ اس سکول میں ابھی آدھی چھٹی ہوئی تھی۔ لڑکے سکول سے باہر نکل کر ٹھیلے والوں سے اپنی اپنی پسند کی چیزیں خرید رہے تھے۔ ایک لڑکے نے جو فضل کو شاپر پکڑے آتے دیکھا تو اپنے دوستوں سے نہ جانے کیا کھسر پھسر کی اور پھر فضل کی طرف بڑھا۔ فضل کے قریب آ کر اس نے پوچھا:

"میں آپ کا نام پوچھ سکتا ہوں؟"

"میرا نام فضل ربی ہے اور میں جامعۃ العلوم میں پڑھتا ہوں۔" فضل نے جواب دیا۔

"آپ کے کتنے بھائی ہیں۔"

"میرے دو چھوٹے بھائی اور چھوٹی بہن ہے۔"

"اف! مجھے تو یاد ہی بھول گیا کہ میں نے ٹھیلے والے سے چاٹ لینے کے بعد پچاس کے نوٹ کے باقی پیسے لئے ہی نہیں۔" اُس لڑکے نے کہا اور ٹھیلے والے کی طرف سرپٹ دوڑ لگا دی۔

فضل رب جب سکول کے گیٹ کے پاس پہنچا تو اُسے دو لڑکے ملے۔ "السلام علیکم و رحمۃ اللہ فضل بھائی۔" انہوں نے انتہائی شائستگی سے کہا۔

"جی وعلیکم السلام ورحمۃ" فضل نے جواب دیا۔

"فضل بھائی آپ کے لئے خبر ہے کہ آپ کی چھوٹی بہن آج صبح اللہ کو پیاری ہوگئی ہے۔" ان میں سے ایک لڑکے نے روہانسی صورت بنا کر کہا۔ اس خبر کا سننا تھا کہ فضل مارے صدمے کے چیخ مار کر گرا اور ساتھ ہی بے ہوش ہوگیا۔ لڑکے "اپریل فول، اپریل فول" کہتے ہوئے دھڑنگے لگاتے ہوئے بھاگ گئے جبکہ فضل وہی سکول والی گلی میں بے ہوش پڑا تھا۔

اپریل فول، ماں باپ کا سایہ چھن گیا

حنا کا کھاتے پیتے گھرانے سے تعلق تھا، شہر کے اچھے سکول میں پڑھتی تھی۔ اس کی

سہیلیاں بھی ماڈرن طبقے کی پیداوار تھیں، حنا بھی انہی کے رنگ میں رنگی جارہی تھی۔ ہما کو حنا کے انداز دیکھ کر بہت ڈر لگتا تھا، اپریل کی آمد آمد تھی، حنا کی تمام سہیلیاں اپریل فول منانے کے لئے سر جوڑے بیٹھی تھیں کہ کیا شرارت کی جائے۔

ایک سہیلی نے تجویز دی کہ ہم فون پر رانگ کالز کریں گے اور لوگوں کو بیوقوف بنائیں گی۔"

حنا نے چہک کر کہا: "آپ سب کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ اس کارِ خیر میں اپنا فون پیش کرتی ہوں۔" سب نے با جماعت نعرہ لگایا "یا ہو!"

تمام سہیلیاں طے شدہ وقت پر حنا کے گھر جمع ہو گئیں۔ حنا بہت خوش تھی کیونکہ اس کی امی بازار گئی ہوئی تھیں۔ ساری سہیلیاں فون کے ارد گرد گھیرا ڈال کر بیٹھ گئی گھر میں کسی سہیلی کو حنا کے ابو کے آفس کارڈ پڑا نظر آیا جس پر اس کے آفس کا نمبر لکھا ہوا تھا۔ شیزا (حنا کی سہیلی) نے جلدی سے نمبر ملایا اور حنا کے ابو سے کہا کہ آپ کی بیگم کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے جلدی سے آیئے اور یہ کہہ کر فون بند کر دیا۔

حنا کی امی بازار جانے سے پہلے حنا کے ابو کو فون کر کے بازار جانے کی اجازت لے چکی تھیں اور یہ کارڈ بھی فون کے پاس انہوں نے رکھا تھا اور جلدی سے وہ اسے وہیں رکھ کر چلی گئیں، حنا کے ابو سمجھے کہ شائد سچ مچ ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے وہ حواس باختہ ہو کر گاڑی تیز رفتاری سے چلاتے ہوئے جلد از جلد گھر پہنچنا چاہتے تھے کیونکہ فون پر صرف ایکسیڈنٹ کی اطلاع ملی تھی۔ جلد بازی میں ان کا سامنے سے آنے والی ٹیکسی سے ایکسیڈنٹ ہو گیا اور اسی ٹیکسی میں حنا کی والدہ تھیں۔

ایکسیڈنٹ اتنا خطرناک تھا کہ کوئی بھی زندہ نہ بچا، ادھر گھر میں حنا اور اس کی سہیلیوں نے طوفان مچایا ہوا تھا۔ کبھی کہیں فون، کبھی کہیں فون اور پھر خوش ہو کر ایک دوسری سے داد وصول کرتیں۔ ہسپتال والے نمبر ملا ملا کر ہلکان ہوئے جارہے تھے۔ آخر کار اڑھائی گھنٹے کی لگاتار کوشش کے بعد ہسپتال والوں کا حنا کے گھر رابطہ ہو گیا۔ ٹیلی فون حنا نے ریسیو کیا جب فون پر یہ آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی کے مسٹر اور مسز بخاری کا گھر ہے اس نے کہا: جی ہاں، دوسری طرف سے آواز آئی میں سی ایم ایچ ہسپتال، ایمرجنسی روم

سے بات کر رہا ہوں، ایک حادثے میں وہ دونوں خالق حقیقی سے جا ملے ہیں۔

حنا نے کہا: مجھے پتہ ہے آج یکم اپریل ہے، مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ میرے ابو آفس میں ہیں اور میری امی بازار گئی ہوئی ہیں اور ساتھ ہی اس نے فون بند کر دیا۔ ہما پاس ہی کھڑی سب کارروائی دیکھ رہی تھی۔ حنا نے ہنستے ہوئے ہما کو ساری روئیداد بتائی اور ہنستے ہوئے کہنے لگی: بڑے آئے ہمیں بیوقوف بنانے والے۔ ہما نے جلدی سے اپنے ابو کے آفس کا نمبر ملایا۔ حنا نے ریسیور چھین کر کہا میں بڑی ہوں پہلے میں بات کروں گی۔

آفس میں اس کے ابو کے اسسٹنٹ نے بتایا کہ ایک بجے کے قریب کسی ایکسیڈنٹ کی اطلاع آئی تھی۔ صاحب بغیر کچھ بتائے چلے گئے ہیں۔ حنا پر تو جیسے قیامت ہی ٹوٹ پڑی۔ جلدی سے بہن کو لے کر ہسپتال گئی، وہاں جا کر دیکھا تو اس کے والدین کی مردہ لاشیں اس سے سوال کر رہی تھیں کہ بیٹی ہم نے تمہیں جنم دے کر کیا گناہ کیا تھا جس کی تم نے اتنی بڑی سزا دی اور خود بھی سائبان سے محروم ہوگئی۔

بوڑھا نواب دین صدمے سے چل بسا

سال 2008ء کے یکم اپریل کو پاکستان میں کئی انسان "اپریل فول" کے ہاتھوں جان سے گئے اور ان کے سینکڑوں رشتہ دار غم و دکھ کا شکار بنے رہے۔ اوکاڑہ کے علاقے رینالہ خورد میں ستر سالہ بوڑھے نواب دین کو کسی منچلے نے یہ خبر دی کہ اس کے بھائی انور کا اوکاڑہ میں ایکسیڈنٹ ہوگیا ہے اور وہ ہسپتال میں دم توڑ گیا ہے۔ بوڑھا نواب دین اسی لمحے اوکاڑہ ہسپتال کی طرف چل دیا پریشانی کے عالم میں راستے میں اسے دل کا دورہ پڑا اور وہی تڑپ کر اس نے جان دے دی۔ بعد از پتہ چلا کہ انور تو صحیح سلامت ہے اور نواب دین سے کسی نے مذاق کیا ہے اور اسے "اپریل فول" بنایا ہے۔

(روزنامہ پاکستان لاہور، 2 اپریل 2008)

بیٹے کی جھوٹی خبر، باپ چل بسا

یزمان کے نواحی علاقے چک نمبر 19 کے اللہ بچایا کا بیٹا لقمان کراچی کی پیپر ملز میں عرصہ دو سال سے ملازمت کر رہا تھا جو گھر کا واحد کفیل ہے۔ کسی نامعلوم شخص نے اپریل

فول مناتے ہوئے اللہ بچایا کو فون کیا کہ اس کا بیٹا کراچی میں حادثہ کا شکار ہو کر جان سے ہاتھ دھو بیٹھا ہے۔ باپ نے بیٹے کی موت کی خبر سنی تو اسے سکتہ ہو گیا جو ایک گھنٹہ بعد ہی جہان فانی سے کوچ کر گیا۔ اس دوران لوگ اس کے بیٹے سے رابطہ کرتے رہے جس میں تاخیر ہو گئی جونہی لقمان سے رابطہ ہوا تو اس کی اپنی زندگی کی تصدیق کر دی مگر اس سے قبل اس کا باپ وفات پا چکا تھا۔ (روزنامہ نوائے وقت، لاہور۔ 2 اپریل 2008ء)

سنگین مذاق

یہ ایک ایسے جوڑے کی کہانی جسے اللہ تعالیٰ نے چھ سال بعد اولاد کی خوشی دی تھی مگر ان کے اپنے کیئے نے ان سے یہ خوشی چھین لی۔ غیر مسلم تہوار کو منا کر جھوٹی خوشی پانے کے لئے وہ زندگی بھر کی خوشی سے محروم ہو گئے۔ اپریل فول منا کر بیوی سے مذاق کرنے والے شوہر کو قدرت نے کتنی بڑی سزا دی یہ اس کی بیوی کی سچی کہانی سے عیاں ہے۔

میں کچن میں کھڑی ناشتے کے جھوٹے برتن دھو رہی تھی کہ میرے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ میں نے کچن کے دروازے سے جھانک کر فریج کی طرف دیکھا اور دوبارہ برتنوں کے ساتھ مصروف ہو گئی۔

میرا سیل فون فریج کے اوپر رکھا تھا اور اس پر نگاہ ڈال کر میں مطمئن ہو گئی تھی کہ وہ بالکل محفوظ پوزیشن میں پڑا ہوا ہے۔ وائبریٹر کی تھرتھراہٹ اسے خطرناک ڈائیونگ پر مجبور نہیں کرے گی۔ ایک گھنٹی کے بعد سیل فون خاموش ہو گیا۔ اس کے خاموشی اختیار کرنے سے قبل ہی گھنٹی کی آواز نے مجھے بتا دیا کہ کسی کا میسج آیا ہے اسی لئے میں نے فون اٹینڈ کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی تھی۔ میسج کو بعد میں آرام سے پڑھا جا سکتا تھا اور اس بات کا مجھے یقین تھا کہ وہ میسج ضیا نے نہیں بھیجا ہو گا۔

میرے شوہر کا نام ضیاء ہے اور وہ ''گلیکسی انٹر پرائزز'' میں اسسٹنٹ فنانس منیجر کی حیثیت سے کام کرتا ہے۔ مذکورہ کمپنی کسٹمز اینڈ سیلز ٹیکس کے سلسلے میں ایڈوائزر اور اٹارنی کا کردار ادا کرتی ہے۔ ضیاء کو گلیکسی انٹر پرائزز میں کام کرتے ہوئے کم و بیش دس سال ہو گئے تھے۔ اس کی سیلری ہینڈسم تھی جس میں ہم عیش و آرام سے زندگی بسر کر رہے تھے۔

میں نے اپنے سیل فون میں میسج اور کالز کے لئے الگ الگ گھنٹیاں سیٹ کر رکھی تھیں جبھی بیل کی آواز سنتے ہی مجھے اندازہ ہوگیا تھا کہ وہ کال نہیں بلکہ کسی کا میسج ہوگا اور ضیا مجھے میسج نہیں کیا کرتا تھا۔

ہماری شادی کو لگ بھگ چھ سال ہو گئے تھے۔ ہمارے ہاں اللہ کا دیا سب کچھ تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں اولاد جیسی نعمت سے ابھی تک محروم رکھا ہوا تھا۔ زندگی کی ہر خوشی اس محرومی کے سامنے گھٹنے ٹیک دیتی تھی!

شادی کے ایک سال بعد جب ہمارے آنگن میں کسی پھول کے مہکنے کے آثار پیدا نہ ہوئے تو ہم نے ڈاکٹروں کی طرف رُخ کیا۔ سب سے پہلے ضیاء نے اپنے ضروری ٹیسٹ کروائے پھر لیڈی ڈاکٹر نے مجھے بھی مختلف ٹیسٹوں سے گزارہ اور نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ ہم دونوں اللہ کے فضل و کرم سے فٹ ہیں، قدرت کی جب مرضی ہوگی، وہ میری جھولی بھر دے گا۔

میں انہی سوچوں میں الجھی ہوئی تھی کہ کچن کا کام ختم ہوگیا۔ میں کچن سے نکلی اور جب فریج کے پاس سے گزرنے لگی تو مجھے یاد آ گیا، جب میں جھوٹے برتنوں کے ساتھ نبرد آزما تھی تو میرے سیل فون پر کسی کا میسج آیا تھا۔ میں نے سیل کو فریج سے اٹھایا اور میسج کھول کر اسے دیکھنے لگی۔

میسج کے نام پر میرے سیل فون کے ان باکس میں صرف اتنا "لکھا" تھا...... اے ڈاٹ او ڈاٹ اے! (A.O.A) میسج اور کمپیوٹر چیٹنگ کی شارٹ لینگویج میں "اے ڈاٹ او ڈاٹ اے" کا مطلب ہوتا ہے "السلام علیکم!" گویا کسی نے موبائل فون کی زبان میں مجھے "السلام علیکم" کہا تھا۔

میں اس مختصر سے میسج کو پڑھ کر سوچ میں پڑ گئی کہ مجھے کس نے "السلام علیکم" کہا ہے۔ میں یہ بھی نہیں جانتی تھی کہ وہ کوئی مرد ہے یا عورت، بچہ یا بوڑھا! تھوڑی دیر تک میں اس اجنبی نمبر کے حامل شخص کے بارے میں الجھتی رہی پھر یہ کہہ کر خود کو مطمئن کر دیا کہ ممکن ہے، کسی کی غلطی سے وہ میسج میرے پاس آ گیا ہو، ایسی غلطی کسی سے بھی ہو سکتی تھی۔

دو پہر تک میں اس میسج کو بھول چکی تھی لیکن میسج بھیجنے والا مجھے نہیں بھولا تھا۔ میں ٹی وی کے سامنے بیٹھی ایک کوکری پروگرام دیکھ رہی تھی کہ میرے سیل نے کسی نئے میسج کی آمد کا اعلان فرمایا۔ میں نے ٹی وی سے نگاہ ہٹا کر سیل پر توجہ دی۔ یہ نیا میسج بھی اسی اجنبی نمبر سے آیا تھا۔ بڑی تیزی کے ساتھ لکھا گیا تھا۔

''کسی کے سلام کا جواب دینا ہر مسلمان پر فرض ہے لیکن آپ کی طرف سے خاموشی کیوں ہے؟ کیا میں یہ سمجھوں کہ......؟''

''آپ'' کے بعد بہت سے ڈاٹ ڈال کر جملے کو نامکمل چھوڑ دیا گیا تھا۔ میں اب سنجیدگی سے اس اجنبی شخص کے بارے میں سوچنے لگی۔ یہ کون ہے، اس نے مجھے میسج کیوں کیا، وہ مجھ سے کیا چاہتا یا چاہتی ہے۔ مجھے اس کے میسج کا جواب دینا چاہئے یا نہیں؟ وغیرہ وغیرہ...... ویسے اس کے دوسرے میسج نے یہ بات تو ثابت کر دی تھی کہ پہلا میسج اس کی کسی غلطی کے نتیجے میں مجھ تک نہیں پہنچا تھا۔ اس نے دیدہ ودانستہ میرے نمبر پر وہ میسج سینڈ کیا تھا۔

تھوڑی سوچ بچار کے بعد میں نے یہ فیصلہ کیا کہ میں اسے ریپلائی کروں گی۔ دراصل اس فیصلے کا ایک سبب تو یہ تھا کہ اس نے میرے مسلمان ہونے کو شک کی نظر سے دیکھا تھا اور دوسری وجہ وہ تجسس تھا جو اس پُر اسرار شخص کے حوالے سے میرے ذہن میں بیدار ہو چکا تھا۔ میں جاننا چاہتی تھی، وہ کون تھا یا تھی اور اس نے مجھے میسج کیوں کیا تھا!

میں نے اس میسج کے ریپلائی میں ٹاپ کیا ''ڈبلیو ڈاٹ اے ڈاٹ اے (وعلیکم السلام) الحمدللہ! میں مسلمان ہوں، آپ کون ہیں، ذرا اپنا تعارف تو کرائیں؟ میں آپ کو نہیں جانتی ہوں؟''

''آپ مجھے نہیں جانتیں لیکن میں آپ کو جانتا ہوں۔'' اس نے فوراً جواب دیا۔

اس کے جواب نے مجھے حیرت میں مبتلا کر دیا۔ وہ کون تھا جو مجھے تو جانتا تھا لیکن میں اس سے واقف نہیں تھی۔ میں نے سوچا، ہوسکتا ہے کوئی میرا شناسا کسی اجنبی نمبر سے میرے ساتھ تفریح کر رہا ہو۔ آج کل سم کارڈ اتنے بے وقعت اور ارزاں ہو گئے ہیں اور ان کا حصول اس قدر آسان بنا دیا گیا ہے کہ ہر دوسرے شخص کے پاس ایک سے زیادہ

کنکشن موجود ہیں۔ ان میں سے اکثر لوگ اس فاضل کنکشن سے ایسی ہی تفریحات کرتے ہیں یا پھر ان کا استعمال مجرمانہ سرگرمیوں کے لئے کیا جاتا ہے۔ بہرحال، اس اجنبی کے جواب نے یہ حقیقت کھول دی تھی کہ وہ کوئی مرد ہے۔

میں نے جواباً اس کے لئے یہ میسج ٹائپ کیا ''کمال ہے، آپ میرے لئے اجنبی ہیں مگر آپ مجھے جانتے ہیں!''

اس نے کہا ''چند روز پہلے کی بات ہے، آپ کا شوہر ضیا ایک موبائل نیٹ ورک کمپنی کے فرنچائز سنٹر سے ایزی لوڈ کروا رہا تھا۔ اتفاق سے اس وقت میں بھی اسی آؤٹ لیٹ میں موجود تھا۔ جب ضیاء نے اپنے نمبر کے لئے بیلنس لوڈ کروالیا تو لوڈ کرنے والے نے بڑی بے تکلفی کے ساتھ آپ کے شوہر سے پوچھا، ''آج صبا بھابی کے لئے کریڈٹ لوڈ نہیں کروائیں گے؟'' ان کی بے تکلفی سے مجھے محسوس ہوا کہ وہ دونوں ایک دوسرے کو بڑی اچھی طرح جانتے ہیں۔ آپ کے شوہر نے اس کے سوال کے جواب میں کہا، ''یار! تمہاری یہ صبا بھابی بڑی بے دردی سے سیل فون استعمال کرتی ہے۔ جتنا بھی بیلنس ڈلوا دوں، خرچ کرنے میں زیادہ دن نہیں لگاتی۔ بہرحال، ڈال دو ایک سو روپے کا بیلنس اس کے نمبر پر بھی۔'' کمپنی کے ملازم نے ضیا کے نمبر کے نیچے اپنے ریکارڈ کے لئے پیڈ پر آپ کا سیل نمبر لکھا اور ایک سو روپے کا بیلنس آپ کو بھیج دیا پھر ضیا کی طرف دیکھتے ہوئے بولا ''یار! خوب صورت بیوی چاہے جتنی بھی فضول خرچ ہو اسے برداشت کرنا چاہئے۔ صبا بھابی کی معاملات میں کنجوسی نہ کیا کرو......!''

اس نے میرے سوال کے جواب میں لکھا تھا۔ ''دراصل...... میں خوبصورت چہروں کی تلاش میں رہتا ہوں۔ جب مجھے پتا چلا کہ آپ ایک دلکش عورت ہیں تو میں نے فیصلہ کیا، آپ کو ضرور ٹرائی کروں گا۔''

اس کے مبہم انداز نے میرے تجسس کو اور بھڑکا دیا۔ میں پوچھے بنا نہ رہ سکی۔ ''آپ کرتے کیا ہیں؟''

''آپ مجھے فیصل کہہ سکتی ہیں۔'' اس نے جواباً لکھا۔ ''میں بزنس کرتا ہوں۔''

''بزنس......'' بڑا وسیع المعنی لفظ ہے جس سے اندازہ نہیں ہوتا کہ کسی کے کام کی نوعیت کیا ہوگی۔ اس کے جواب میں میری تشفی نہیں ہوئی تو میں نے پوچھ لیا۔

''آپ کس چیز کا بزنس کرتے ہیں؟''

''شو......کا۔'' اس نے جواب دیا۔ ''شو بزنس!''

''یعنی، آپ کا تعلق شوبز سے ہے......؟'' میں نے اضطراری انداز میں ٹائپ کیا اور بڑی سرعت سے سینڈ کر دیا۔

ادھر سے ایک مختصر سا جواب آیا۔ ''یس!''

''کیا آپ کوئی پروڈیوسر یا ڈائریکٹر وغیرہ ہیں؟''

''نہ پروڈیوسر اور نہ ہی ڈائریکٹر۔'' اس نے لکھا۔ ''بلکہ میں صرف 'وغیرہ' ہوں۔''

اس نے میرے پوچھے ہوئے سوال میں سے ایک لفظ اچک لیا تھا۔ میں نے اس 'وغیرہ' کی تفصیل جاننے کے لئے اس سے سوال کیا۔ ''وغیرہ سے آپ کی مراد کیا ہے؟''

''وغیرہ سے میری مراد یہ ہے کہ میں ان لوگوں کے بہت قریب ہوں، ان کے لئے کام کرتا ہوں۔'' اس نے وضاحت کرتے ہوئے بتایا۔ ''ہر وقت خوب صورت چہروں کی تلاش میں رہتا ہوں اور جب مجھے کوئی ایسا چہرہ مل جاتا ہے جو فوٹو جینک ہو اور اسے ایکٹنگ کا شوق بھی ہو تو میں اس سے ملاقات کرتا ہوں اور راہ و رسم بڑھا کر اس کی مرضی جاننے کی کوشش کرتا ہوں، اسے سمجھنے اور اس کی صلاحیتوں کو جانچنے کی کوشش کرتا ہوں اور جب میں اس کی طرف سے مطمئن ہو جاتا ہوں تو اسے پروڈیوسر صاحب سے ملوا دیتا ہوں۔ آگے کے معاملات دونوں پارٹیاں آپس میں مل کر خود طے کر لیتی ہیں۔ بس میرا اتنا سا کام ہے اور پروڈیوسرز وغیرہ اس کا مجھے خاصا بھاری معاوضہ دیتے ہیں۔''

''اوہ......کمال صاحب...... میرا مطلب ہے، فیصل صاحب! آپ تو بڑے کمال کے آدمی ہیں!'' میں نے جلدی سے اس کے میسج کا جواب دیا۔

''میسج، میسج'' کھیلتے ہوئے ہمارے درمیان اتنی سی نادیدہ شناسائی تو پیدا ہو چکی تھی کہ میں اسے رنگ کر سکتی تھی تو میں نے اس کے نمبر پر فون کیا۔ دوسری جانب گھنٹی بجتی رہی

لیکن اس نے فون اٹینڈ نہیں کیا۔ میں نے تین چار مرتبہ پے در پے اس کا نمبر ٹرائی کیا مگر ہر بار ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ تھک ہار کر میں نے یہ کوشش ترک کر دی اور فیصل کے بارے میں سوچنے لگی۔

یہ حقیقت ہے، اگر شوبزنس کے بجائے فیصل کا زندگی کے کسی اور شعبے سے تعلق ہوتا تو شائد میں اسے لفٹ کرانا پسند نہ کرتی لیکن شوبز میرے لئے بڑا احساس شعبہ تھا۔ جیسے ہی مجھے پتا چلا تھا، میں شوبز سے وابستہ کسی ایسے شخص سے موبائل چیٹنگ کر رہی ہوں جو میرے خوبصورت چہرے کی بدولت مجھے کسی پروڈیوسر سے متعارف کرا سکتا ہے، تب سے میرے وجود میں کھلبلی سی مچی ہوئی تھی۔ میرے دل و دماغ میں ایک طوفان سا اُمڈ آیا تھا اور سنسنی خیز یادوں نے مجھے میرے ماضی میں پہنچا دیا تھا۔

شوبزنس کی دنیا مجھے بہت اچھی لگتی تھی میری شدید خواہش تھی کہ میں کیمرے کو فیس کروں۔ کالج اور یونیورسٹی کے زمانے میں ایک دو اسٹیج ڈراموں میں اپنی اداکاری کے جوہر بھی دکھائے تھے لیکن ظاہر ہے وہ کالج اور یونیورسٹی کی سطح پر پیش کیے جانے والے ڈرامے تھے جن کی باقاعدہ کوئی کوریج بھی نہیں کی گئی تھی اور کیمرے کو فیس کرنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

ویسے ایک بات ہے اور وہ یہ کہ مجھے ایکٹنگ کا شوق تو تھا لیکن میں نے اس لائن میں آگے بڑھنے کے لیے کبھی کوئی سنجیدہ کوشش بھی نہیں کی تھی اور اس کا ایک سبب میرے گھر کا ماحول تھا۔ میرا تعلق ایک مذہبی گھرانے سے تھا جہاں اداکار اور شوبز وغیرہ کو اچھا نہیں سمجھا جاتا تھا اور مجھ میں اتنی جرأت بہر حال نہیں تھی کہ میں اپنے خاندان سے بغاوت کے لیے اٹھ کھڑی ہوتی، لہٰذا میرا یہ شوق اور خواہش دل کے نہاں خانوں اور دماغ کے دور افتادہ گوشوں میں دفن ہو کر رہ گئے۔ پھر ضیا سے میری شادی ہو گئی۔

اس روز بھی میں حسب معمول دوپہر کے کھانے کے بعد سو گئی چار بجے سے پہلے ہی میری آنکھ کھل گئی اور اس کا سبب سیل فون کی گھنٹی تھا۔ میں نے فکسڈ لائن فون کا ریسیور ہٹا کر رکھا ہوا تھا تاکہ اس کی گھنٹی میری نیند خراب نہ کرے لیکن سیل فون آن تھا۔ گھنٹی بج کر

خاموش ہو چکی تھی۔

میں نے سیل کو اٹھا کر دیکھا۔ مجھے معلوم ہوا کہ میری نیند کے دوران چار مس کالز اور ایک میسج آ چکا تھا۔ مس کالز کا دورانیہ تین سے پانچ سیکنڈ تک تھا اور دلچسپ بات یہ تھی کہ وہ میسج اور مس کالز ایک ہی نمبر سے میرے پاس پہنچی تھیں یعنی...... فیصل کمال کے سیل نمبر سے۔

میں نے ان ''کوششوں'' کے اوقات کا جائزہ لیا تو پتا چلا کہ میسج سب سے آخر میں بھیجا گیا تھا۔ میں فوراً اس میسج کو کھولا اور پڑھنے لگی۔ فیصل نے لکھا تھا۔

''آئی ایم ویری سوری! میں آپ کے میسج کا جواب دے سکا اور نہ ہی آپ کی کالز اٹینڈ کر سکا کیونکہ مجھے اچانک ایک ایسا کام پڑ گیا تھا کہ مجھے سیل فون سے دور ہونا پڑا۔ اینی ہاؤ...... میں یہ تو جان چکا ہوں، آپ ایکٹنگ کا شوق رکھتی ہیں اور شوبز کی دنیا میں قدم رکھنے کی خواہاں ہیں۔ انشاء اللہ، بہت جلد آپ سے ملاقات ہوگی۔''

میرے ذہن میں فیصل کے حوالے سے جو سوالات سر اٹھائے کھڑے تھے، انہوں نے مجھے مجبور کیا کہ میں اسے فون کروں۔ میں نے فوراً اس کا نمبر ڈائل کر دیا لیکن دوسری ہی بیل پر لائن ڈراپ ہوگئی۔ میں نے اوپر تلے دو تین کوششیں کر ڈالیں مگر کنیکٹنگ سے پہلے ہی رابطہ منقطع ہو جاتا۔ میں سمجھ گئی کہ وہ دانستہ لائن کٹ کر رہا ہے۔ میں نے سوچا، میسج کر کے اس سے پوچھوں کہ وہ ایسا کیوں کر رہا ہے؟ مگر میں نے ٹائپنگ شروع کی ہی تھی کہ اس کا میسج آ گیا۔ میں نے پہلی فرصت میں وہ میسج کھول کر پڑھا۔ اس نے لکھا تھا۔

''صبا! آئی ایم ویری سوری اگین......

دراصل، میں اس وقت پروڈیوسرز اور ڈائریکٹرز کی ایک اہم میٹنگ میں بیٹھا ہوں اور ان کی باہمی تکنیکی گفتگو سن رہا ہوں۔ میری مجبوری یہ ہے کہ میں کسی کا بھی فون اٹینڈ نہیں کر سکتا اور نہ ہی اس میٹنگ سے اٹھ کر باہر جا سکتا ہوں۔ اس لئے میں نے اپنے سیل کی تمام رنگ ٹونز کو سوئچ آف کر کے اسے وائبریٹر پر ڈال رکھا ہے اور صرف انہی لوگوں کے میسج کا جواب دے رہا ہوں جنہیں میں اہم سمجھتا ہوں۔ تمہیں جو بھی پوچھنا ہو، نہایت مختصر

الفاظ میں پوچھنا کیونکہ میں یہ لمبے لمبے میسج بھی ٹائپ کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں، او کے!"

میں سمجھ گئی کہ ان لمحات میں فیصل کو ڈسٹرب کرنا ٹھیک نہیں تھا۔ اس کی "زبان" سے یہ سن کر مجھے خوشی ہوئی تھی کہ وہ مجھے اہم افراد کی فہرست میں شمار کر رہا تھا اور وہ بھی بن دیکھے اور بن ملے۔ یہ میرے لئے ایک اعزاز کی بات تھی۔ میں نے جلدی سے اپنے سیل فون میں اس کے لئے یہ مختصر سا میسج ٹائپ کیا۔

"فیصل! شوبز کی دنیا بڑی وسیع و عریض ہے۔ میں صرف اتنا جاننا چاہتی ہوں کہ آپ لوگوں کا تعلق فلم انڈسٹری سے ہے یا ٹی وی سے؟"

"ٹی وی!" اس کا جواب آیا۔

"اس روز رات کے کھانے سے فارغ ہو کر جب ہم ٹی وی کے سامنے بیٹھے تو میری سوچ کا انداز بدلا ہوا تھا۔ مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا، میں نے ایک نئی زندگی کی ابتدا کر دی ہو۔ میں ٹی وی کے باہر نہیں بلکہ اندر بیٹھی ہوں اور لوگ مجھے دیکھ رہے ہیں۔

چند لمحات کی خاموشی کے بعد ضیاء نے مجھ سے پوچھا۔ "صبا! میں نے سنا ہے، کسی زمانے میں تمہیں بھی ڈراموں وغیرہ میں کام کرنے کا شوق ہوا کرتا تھا بلکہ تم نے کالج اور یونیورسٹی کے چند ڈراموں میں حصہ بھی لیا تھا۔ بعد میں والدین کے دباؤ نے تمہیں ادھر سے رخ پھیرنے پر مجبور کر دیا تھا؟"

میں نے ایک ٹھنڈی سانس خارج کی اور کہا۔ "ہاں .... تم نے ٹھیک ہی سنا ہے ضیا!"

اس نے بے یقینی سے مجھے دیکھا اور پوچھا "تمہارا مطلب ہے، ایکٹنگ کا بھوت ابھی تک تمہارے سر پر سوار ہے۔ سات آٹھ سال گزر جانے کے باوجود بھی تم اس فضول سی خواہش کو اپنے دل میں اٹھائے ...... بلکہ جگائے بیٹھی ہو؟"

"جگائے نہیں .... بلکہ سلائے بیٹھی ہوں ضیا!" میں نے تصحیح کرنے والے انداز میں کہا۔

''میں تمہاری ان باتوں سے صرف اتنا سمجھ پایا ہوں صبا کہ اگر تمہیں موقع ملا تو تم خود کو اداکاری کے میدان میں دھکیلتے ہوئے ایک لمحے کی تاخیر نہیں کرو گی؟'' وہ میری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے گمبھیر لہجے میں بولا۔

میں نے بھی دوٹوک انداز میں کہا ''ہاں بالکل...... میرا یہی ارادہ ہے۔''

''تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ تمہیں ادکاری کا چانس مل سکتا ہے؟'' وہ بے یقینی سے میری طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

''یہ ناممکن تو نہیں ہے ضیا!'' میں نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

وہ بولا۔ ''مجھے تو یہ ناممکنات ہی میں دکھائی دیتا ہے۔''

''پھر تو میرا خیال ہے، تمہاری مخالفت اور ناپسندیدگی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا!'' میں نے معنی خیز نظر سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''جو چیز تمہارے نزدیک ناممکن ہے، میں اسے ممکن بنا کر دکھا دوں تو مجھے خصوصی انعام ملنا چاہئے۔''

''بالفرض محال......!'' وہ متاملانہ انداز میں بولا۔ ''اگر تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتی ہو تو مجھ سے کس قسم کے انعام کی توقع کرو گی؟''

''اجازت!'' میں نے بے دھڑک کہہ دیا۔ ''میں اپنی کوششوں سے ٹی وی کے لئے اداکاری کا موقع حاصل کروں گی اور اس حصول کے انعام کے طور پر تم مجھے ایکٹنگ کی اجازت دو گے اور وہ بھی خوشی خوشی؟''

''ہوں......!'' وہ گہری سوچ میں ڈوب گیا پھر الجھن زدہ لہجے میں بولا۔ ''اگر تم اس مشن میں ناکام رہیں تو......؟''

''تو میرا تم سے وعدہ ہے کہ آئندہ کے لیے اداکاری کے خیال کو دل و دماغ سے نکال دوں گی۔'' میں نے پختہ لہجے میں کہا۔

''سوچ لو!'' وہ ٹٹولتی ہوئی نظر سے مجھے دیکھتے ہوئے بولا۔ ''یہ تمہارا خواب ہے۔ اس سے پیچھا چھڑانا تمہارے لئے اتنا آسان نہیں ہوگا۔''

''میں اچھی طرح سوچ سمجھ کر ہی یہ بات کر رہی ہوں۔' میرے لہجے میں بلا کا

اعتماد تھا۔

''ٹھیک ہے............تو اس کے لیے ہم وقت کا تعین کر لیتے ہیں۔'' وہ سنجیدہ لہجے میں بولا۔

میں نے کہا۔ ''تم مجھے صرف چھ ماہ کا وقت دے دو۔''

''چھ نہیں...... میں تمہیں پورے نو ماہ دیتا ہوں۔'' وہ انگلیوں پر شمار کرتے ہوئے بولا۔ ''آج کل مارچ چل رہا ہے۔تمہارے پاس دسمبر تک کی مہلت ہے......

''ڈن!'' میں نے اپنا ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے پُر اعتماد انداز میں کہا۔

وہ میرے پھیلے ہوئے ہاتھ پر ہاتھ جماتے ہوئے قطعی لہجے میں بولا۔ ''ڈن!''

میں نے اسی لمحے فیصلہ کر لیا کہ جب تک میرا کام یقینی نہیں ہو جاتا، میں ضیا کو فیصل کمال کے بارے میں کچھ نہیں بتاؤں گی۔

اگلے روز جب ضیا آفس کے لئے گھر سے نکل گیا تو میں نے فیصل کے نمبر پر میسج سینڈ کر دیا۔ پھر اس وقت میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب ٹھیک پانچ منٹ کے بعد مجھے میرے میسج کا جواب مل گیا۔

میں نے فوراً ریپلائی کیا۔

''فیصل! میں نے تھوڑی دیر پہلے تمہیں رنگ کیا تھا لیکن تم نے فون کیوں نہیں اٹینڈ کیا؟''

''تم اسے میری مجبوری سمجھ لو۔'' ادھر سے بھی ترت جواب آیا۔

''مجبوری......؟'' میں نے موبائل چیٹنگ کی زبان میں پوچھا۔ ''میں کچھ سمجھی نہیں۔ تھوڑی وضاحت کرو۔''

''صبا! اچھا ہے، میں تمہیں شروع ہی میں بتا دیتا ہوں ورنہ بعد میں خواہ مخواہ غلط فہمیاں جنم لیں گی۔'' اس کا جواب آیا۔ ''دراصل، میں گونگا ہوں۔ بول نہیں سکتا۔ جب ہماری ملاقات ہوگی تو اشاروں کی زبان میں تمہیں اپنے بارے میں تفصیل سے بتا دوں گا اور اگر تمہاری سمجھ میں نہ آیا تو پھر میسج سروس کا سہارا لوں گا۔ اب تو تمہاری الجھن دور ہوگئی

ہوگی کہ میں تمہارا فون اٹینڈ کیوں نہیں کرتا ہوں۔"

اس کے گونگا ہونے کے بارے میں جان کر مجھے دکھ ہوا تھا لیکن میں نے اپنے افسوس کا اظہار اس لئے نہیں کیا کہ اپنی محرومی کے حوالے سے سوچ کر فیصل رنجیدہ ہو جائے گا۔ بہر حال، اس روز میسج سروس کے ذریعے ہمارے درمیان کافی معلوماتی اور اہم "گفتگو" ہوئی۔ اس کے "باتوں" سے میں نے اندازہ لگایا کہ مجھے چانس دلوانے کے لئے وہ حد سے زیادہ سنجیدہ تھا۔ اس نے مجھے یقین دلایا کہ انشاء اللہ! بہت جلد ہماری ملاقات ہوگی۔

"صبا ڈیئر! ایک بہت ہی کامیاب پروڈیوسر سے تمہارے بارے میں میری بات ہوگئی ہے اور تم اچھی طرح جانتی ہو کہ میں گونگا ہونے کے باعث اشاروں کی زبان میں بات کرتا ہوں ہوں۔ خیر، میں تمہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آنے والے ہفتے کے دن ہماری ملاقات ہو رہی ہے۔ تم دن بھر گھر میں فارغ رہتی ہو اس لئے نکلنا تمہارے لئے مشکل نہیں ہوگا۔ میں نے تمہارے گھر کے قریب ہی ایک ٹیبل ریزرو کرادی ہے۔ میرے ساتھ دو پروڈیوسر صاحب بھی آئیں گے۔ تم ٹھیک دو بجے دوپہر پہنچ جانا۔ ہماری ریزرو ٹیبل کا نمبر یہ ہے..... تم ریسیپشن سے میرا نام لے کر ٹیبل کے بارے میں پوچھ سکتی ہو۔ اگر ہمیں آنے میں پانچ دس منٹ کی تاخیر ہو جائے تو تم مخصوص ٹیبل پر بیٹھ کر ہمارا انتظار کرنا۔ پریشان ہونے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔"

اس نے مجھے میسج میں بتایا تھا۔

وہ دن میرے زندگی کا بہت اہم دن تھا۔ مجھے ایسے خوشی پہلے کبھی میسر نہیں آئی تھی۔ میں اپنی کامیابی سے چند قدم دور تھی۔

میں نے اپنی زندگی کی سب سے بڑی خبر کو ضیا سے چھپایا ہوا تھا اور یہ خبر اس خوشی پر بھی بھاری تھی جو فیصل کے توسط سے مجھے حاصل ہونے والی تھی۔ بعض نسوانی علامتوں اور مزاج کی تبدیلیوں کے سبب چند روز پہلے مجھے محسوس ہوا تھا کہ گزشتہ چھ سال سے ہم دونوں میاں بیوی اپنی جس محرومی کے ساتھ افسردگی کی زندگی گزار رہے تھے، وہ محرومی ختم

ہونے کا وقت آ گیا تھا پھر مزید چند دن کے بعد جب مجھے یقین ہو گیا کہ میرے محسوسات صدفی صد درست تھے تو میں سرتاپا دنیا کی سب سے بڑی مسرت میں جیسے شرابور ہو کر رہ گئی تھی۔ ہمارے گھر کے سونے آنگن میں بہار نے اپنی آمد کا اعلان کر دیا تھا!

میں نے ایک خاص مقصد کی خاطر دانستہ اس نوید مسرت کو ضیا سے چھپایا تھا۔ میں نے سوچا تھا، اگر فیصل کی طرف سے کچھ دیر ہوئی یا ضیا نے میری اداکاری پر کوئی قدغن لگانا چاہی تو میں یہ ''کارڈ'' کھیل کر اسے اپنی بات ماننے پر مجبور کر دوں گی۔ یہ ضیا کے لئے اتنی بڑی خبر ہوتی کہ وہ میری ہر بات، ہر ضد اور ہر فرمائش پوری کرنے پر تیار ہو جاتا لیکن میرا خیال تھا کہ اب اس ٹرمپ کارڈ کو کھیلنے کی ضرورت نہیں رہی تھی۔

ایک تو ضیا نے...... مشروط ہی سہی، مجھے ایکٹنگ کی اجازت دے دی تھی اور اس نے جو شرط عائد بھی کی تھی اسے اب میں پورا کرنے کی اہل ہو چکی تھی۔ فیصل اور پروڈیوسر سے ہونے والی میٹنگ یقیناً کامیاب رہتی لہٰذا گھر سے، ریسٹورنٹ کی جانب جاتے ہوئے میں نے دل میں فیصلہ کر لیا تھا کہ آج رات کو جب ضیا گھر آئے گا تو میں اسے اپنے وجود میں محفوظ، پروان چڑھتے ہوئے راز سے آگاہ کر دوں گی۔ ان لمحات میں مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا، میں اس دنیا کی خوش قسمت ترین عورت ہوں!

میں ٹھیک دو بجے مذکورہ ریسٹورنٹ پہنچ گئی۔ وہ ریسٹورنٹ ہمارے گھر سے زیادہ فاصلے پر نہیں تھا لہٰذا مجھے کسی پریشانی یا دقت کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ ریسپشن سے مجھے ریزرو ٹیبل کے بارے میں معلومات حاصل ہو گئیں۔ ریسپشنسٹ نے مجھے بتایا کہ فیصل صاحب کے لئے کون سی میز مخصوص ہے۔ ویٹر نے مذکورہ میز تک میری رہنمائی کی جس کا نمبر فیصل مجھے پہلے ہی بتا چکا تھا۔ میں اس خالی میز پر جا کر بیٹھ گئی۔ وہ لوگ ابھی تک نہیں آئے تھے۔ فیصل نے پانچ دس منٹ کی تاخیر کی بات کی تھی لہٰذا میں بے صبری سے ان کا انتظار کرنے لگی۔

جب سوا دو بج گئے اور میں اس ٹیبل پر اکیلی ہی بیٹھی رہی تو صبر کیا، میری بے صبری بھی جواب دے گئی۔ میں نے فیصل کو میسج کرنے کے بارے میں سوچا لیکن اس سے پہلے

کہ میں سیل فون کے کی پیڈ پر انگلیوں کو حرکت کی زحمت دیتی، ایک ایسا منظر میری نگاہ میں گھس آیا کہ میں جیسے پتھر کی ہو کر رہ گئی۔ کی پیڈ پر بے چاری انگلیاں کیا حرکت کرتیں، میں تو اپنے وجود کے کسی حصے کو بھی ہلانے جلانے کے قابل نہیں رہی تھی...... میں نے ریسٹورنٹ کے دروازے میں سے ضیا کو اندر آتے دیکھا تھا۔

اس نے ریسپشنسٹ سے بات کی پھر مسکرا کر اثبات میں گردن ہلائی اور ڈائننگ ہال کی طرف بڑھ آیا۔ میں اسے اچھی طرح دیکھ چکی تھی لیکن شاید اس کی نظر ابھی تک مجھ پر نہیں پڑی تھی۔ میں ضیا کو دیکھ اس وقت ریسٹورنٹ میں پا کر حیرانی کے ساتھ پریشان بھی ہوئی تھی۔ پتا نہیں، وہ دفتر کے بجائے یہاں کیا کر رہا تھا؟

ایک لمحے کے لئے میرے جی میں آئی کہ ریسٹورنٹ سے نکل جاتی ہوں لیکن پھر یہ بھی خیال آیا کہ اس طرح میں اپنی زندگی کی سب سے اہم میٹنگ کو کھودوں گی۔ میں زیادہ دیر تک اس الجھی ہوئی صورت حال میں گرفتار نہیں رہی اور ایک لمحے میں، میرے ذہن نے یہ فیصلہ کر لیا کہ اگر ضیا مجھے یہاں بیٹھے دیکھ لیتا ہے تو میں اسے فیس کروں گی، راہ فرار اختیار کرنے کی مجھے کوئی ضرورت نہیں!

ادھر میں نے یہ فیصلہ کیا، ادھر ضیا کی مجھ پر نظر پڑ گئی۔ مجھے ریسٹورنٹ میں بیٹھے دیکھا تو اس کے چہرے پر الجھن نمودار ہوئی اور وہ سیدھا میرے پاس چلا آیا۔ اس سے پہلے کہ وہ مجھ سے کوئی سوال کرتا، میں نے اس سے پوچھ لیا۔

"ضیا! تم اس وقت یہاں کیا کر رہے ہو؟"

وہ اسی میز پر بیٹھتے ہوئے بولا "ایک پارٹی سے کلیکشن کے لئے ادھر آنا پڑا، پارٹی نے تین بجے کا وقت دیا ہے۔ بھوک لگ رہی تھی، سوچا تھوڑی سی پیٹ پوجا کر لیتا ہوں لیکن...... تم یہاں بیٹھی کس کا انتظار کر رہی ہو؟"

"تم بیٹھ تو چکے ہی ہو۔" میں نے مضبوط لہجے میں کہا۔ "خاموشی سے بیٹھے دیکھتے جاؤ۔ آج میں تمہیں ایک سرپرائز دوں گی۔"

"سرپرائز!" وہ حیرت بھری نظر سے مجھے دیکھنے لگا۔ "اور یہاں...... ریسٹورنٹ میں؟"

''سرپرائز تو سرپرائز ہوتا ہے۔'' میں نے ٹھوس انداز میں جواب دیا۔ ''وہ کہیں بھی، کسی بھی وقت دیا جا سکتا ہے۔''

''صبا! تم نے شائد فلسفیانہ انداز میں سوچنے اور بولنے کو اپنا شعار بنا لیا ہے۔'' وہ جھنجھلاہٹ آمیز لہجے میں بولا۔ ''ٹھیک ہے، میں دیکھتا ہوں، تم مجھے کیا سرپرائز دیتی ہو۔''

میں فیصل کو میسج کرنے کے لئے سیل فون ہاتھ میں لے چکی تھی لہٰذا اس کام کو تکمیل تک پہنچانا ضروری سمجھا اور یہ میسج ٹائپ کر کے اسے سینڈ کر دیا۔ ''میں پندرہ بیس منٹ سے ریسٹورنٹ میں بیٹھی تم لوگوں کا انتظار کر رہی ہوں اور اتفاق سے میرا شوہر ضیا بھی یہاں موجود ہے۔ تمہیں آنے میں مزید کتنی دیر لگے گی؟''

میں نے سیل فون کو ٹیبل پر رکھا تو ضیا کو معنی خیز انداز میں اپنی جانب دیکھتے ہوئے پایا۔ اس نے مجھے سیل کے استعمال کے حوالے سے کوئی سوال نہیں کیا تھا کیونکہ اسے ایسے کسی استفسار کی مہلت ہی نہیں ملتی تھی۔ میں جیسے ہی فیصل کو میسج بھیج کر فارغ ہوئی، ضیا کے سیل کی گھنٹی بج اٹھی تھی۔

اس نے سیل فون کو اپنی جیب میں سے نکال کر اس کے ڈسپلے پر نظر ڈالی پھر بڑبڑانے والے انداز میں بولا ''پتا نہیں کس کا میسج آ گیا ہے۔''

وہ میسج کھول کر پڑھ چکا تو میں نے پوچھا ''کون ہے؟''

''باس!'' اس نے مختصر جواب دیا۔

''باس نے تم سے کیا کہا ہے؟'' میں نے کریدا۔

اس نے بیزاری سے جواب دیا ''باس کا کہنا ہے، فوراً دفتر پہنچوں۔ پارٹی سے پے منٹ بعد میں لے لیں گے لیکن......'' وہ لمحے بھر کے لئے متوقف ہوا پھر اضافہ کرتے ہوئے بولا۔ ''میں کھانا کھائے بغیر یہاں سے نہیں اٹھوں گا۔ ایسا بھی کیا کام کہ انسان بھوکے پیٹ باس کے اشاروں پر ناچتا پھرے۔''

''آج تو تم بڑی عقل مندی کی باتیں کر رہے ہو ضیا!'' میں نے حیرت بھری نظر سے اسے دیکھا۔

اس سے پہلے کہ وہ جواب دیتا، ویٹر آرڈر لینے کے لئے حاضر ہوگیا۔اس نے پہلے وہ دو مینیو کارڈ ہماری میز پر چھوڑ گیا تھا۔ مجھے حیرت ہوئی کہ جو ٹیبل فیصل نے بک کرائی تھی،اس کے لئے ویٹر ضیاء سے کیوں آرڈر لے رہا تھا؟ میں نے زبان سے کچھ نہ کہا لیکن اندر ہی اندر الجھتی رہی۔ میں بہرحال، ضیا سے تو یہ نہیں کہہ سکتی تھی کہ وہ کھانے کا آرڈر نہ دے۔ میرا ایسا کوئی اعتراض اسے شک میں ڈال سکتا تھا۔

میں نے اضطراری اور منتظر نظروں سے ریسٹورنٹ کے داخلی دروازے کی طرف دیکھا تو ضیا نے پوچھا۔

"صبا!تم کچھ نروس دکھائی دیتی ہو، کیا کوئی پرابلم ہے؟"

"نن..........نہیں، کوئی پرابلم نہیں۔" میں نے ایک مرتبہ پھر دروازے کی جانب نگاہ پھینکی۔

"تمہیں کسی کا انتظار ہے؟" اس نے گہری سنجیدگی سے پوچھا۔

میں نے متاملانہ انداز میں کہا۔"ہوں......ہوں......!"

"اچھا اچھا،ٹھیک ہے۔" وہ رضا کارانہ انداز میں ہاتھ اٹھاتے ہوئے بولا۔"تم مجھے سرپرائز دینا چاہتی ہوناں......اس لئے میرے کسی سوال کا جواب نہیں دوگی۔اب میں تم سے کچھ نہیں پوچھوں گا...... اور تمہارے سرپرائز کے جواب میں، میں بھی تمہیں ایک سرپرائز دوں گا جسے تم مدتوں یاد رکھوگی۔"

میرا ذہن فیصل میں الجھا ہوا تھا لہٰذا میں ضیا کی باتوں پر زیادہ توجہ نہ دے سکی۔ وہ چھوٹے چھوٹے جملوں میں پتا نہیں، کیا کیا بولتا جا رہا تھا۔اسی دوران ویٹر نے آرڈر پلیس کر دیا چنانچہ مجبوراً مجھے کھانے کی جانب متوجہ ہونا پڑا۔

ضیا نے کہا" میں باس کے میسج کا جواب دے دوں ورنہ بعد میں وہ خواہ مخواہ غصہ کرے گا۔"

بات ختم کرتے ہی وہ اپنے سیل فون کے ساتھ مصروف ہوگیا۔

چند لمحات کے بعد میرے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ میں نے یہ سوچتے ہوئے کہ فیصل کا

میسج آیا ہوگا، سیل فون اٹھا کر آنے والے میسج کو پڑھنا شروع کر دیا۔ میسج فیصل ہی کا تھا۔ اس نے لکھا تھا۔

''صبا ڈارلنگ! میں تو صرف گونگا ہوں لیکن لگتا ہے، تم تو اندھی ہو۔ میں پچھلے پندرہ منٹ سے تمہارے سامنے بیٹھا ہوں اور تم پوچھ رہی ہو کہ میں ریسٹورنٹ کب پہنچوں گا، اب تو ویٹر نے کھانا بھی چن دیا ہے...... لیٹس انجوائے دا ٹیسٹ آف کوالٹی فوڈ!''

میں نے چونک کر ضیا کی طرف دیکھا۔ وہ میری آنکھوں میں ڈوبے فاتحانہ انداز میں مسکرا رہا تھا۔ سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں ضیا کا کھیل میری سمجھ میں اتر گیا۔ اس نے ایک اجنبی نمبر کے سم کارڈ کو استعمال کر کے، فیصل بن کر مجھے اُلو بنایا تھا۔ وہ میری ایکٹنگ کے شوق والی کمزوری سے واقف تھا لہٰذا اسے یہ کھیل کھیلتے ہوئے کسی دشواری کا سامنا نہیں کرنا پڑا تھا۔

بے ساختہ میرے منہ سے نکلا۔ ''ضیا! یہ کیا بدتمیزی ہے؟''

''یہ بدتمیزی نہیں...... سیلیبریشن ہے!'' وہ بہ دستور زیرِ لب مسکرا رہا تھا۔

میں ضیا کے اس بے ہودہ مذاق پر غصے میں آ گئی تھی۔ میں نے اکھڑے ہوئے لہجے میں پوچھا۔ ''تم نے کیا سیلی بریٹ کیا ہے...... آج تو تمہارا برتھ ڈے ہے اور نہ میرا۔ ہماری شادی کی سالگرہ بھی نہیں ہے؟''

''شائد تم بھول رہی ہو کہ آج کون سی تاریخ ہے؟''

''آں...... آج تو فرسٹ ہے۔'' میں نے متذبذب نظر سے اس کی طرف دیکھا۔

وہ زور دیتے ہوئے بولا۔ ''صرف فرسٹ نہیں بلکہ...... فرسٹ اپریل۔''

''اوہ...... تم نے اپریل فول منایا ہے......؟'' میں ہونقوں کی طرح اس کی شکل دیکھنے لگی۔

''کہو، تمہیں یہ سرپرائز کیسا لگا؟'' ضیا نے محبت پاش نظر سے مجھے دیکھا۔

میں اسے کوئی جواب نہ دے سکی، بس خاموشی سے گھورتی رہ گئی۔

اس نے کہا ''ہم پچھلے کچھ عرصے سے بہت بور لائف گزار رہے ہیں۔ میں مانتا

ہوں، یہ سب میری بے انتہا مصروفیت کے سبب ہے کہ میں تمہیں اتنا وقت نہیں دے پا رہا ہوں جو تمہاری ضرورت ہے لیکن میں کیا کروں، کئی مرتبہ تمہیں اپنی مجبوریوں سے آگاہ کر چکا ہوں، پچھلے دنوں میرے ذہن میں ایک اچھوتا آئیڈیا آیا اور میں نے اس بور اور خشک زندگی میں رنگ بھرنے کے لئے یہ چھوٹا سا ڈراما کیا ہے۔ مجھے امید ہے، تم نے میرے اس مذاق کو بہت انجوائے کیا ہوگا۔ یہ فرسٹ اپریل ہماری زندگی کی ایک یادگار بن کر رہ جائے گا۔"

پتا نہیں ضیا اور کیا کیا کہتا رہا۔ میرا اس کی باتوں پر مطلق دھیان نہیں تھا۔ میں اس وقت اپنی زندگی کے سب سے بڑے صدمے سے گزر رہی تھی۔ میں پچھلے چند روز سے اپنی جس خواہش کی تکمیل ہوتے دیکھ رہی تھی، وہ سب کچھ خاک میں مل کر رہ گیا تھا۔ میری خوشیوں کا کانچ محل تعمیر سے پہلے ہی ایک چھناکے سے ٹوٹ کر میرے وجود میں بکھر گیا تھا اور اس کی کرچیاں میرے احساس، روح اور دل و جگر کو لہولہان کر رہی تھیں۔ مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میں اپنے اس نقصان کو زندگی بھر پورا نہ کر سکوں گی۔

ایسا سوچتے ہوئے میرے پیٹ کے زیریں حصے سے درد کی ایک لہر سی اٹھی اور میں تکلیف کی شدت سے دہری ہو کر رہ گئی۔ مجھے یوں محسوس ہوا، کوئی تیز دھار چھری سے میرے وجود کے کسی اہم حصے کو کاٹ کر الگ کر رہا ہو۔ میں پیٹ پکڑ کر وہیں ڈھیر ہو گئی۔

ضیا نے کب سہارا دے کر مجھے گاڑی تک پہنچایا اور کب ہم ہسپتال پہنچے، اس کی مجھے کوئی خبر نہیں۔ پیٹ کے زیریں حصے میں اٹھنے والے درد نے مجھے ہوش و حواس سے بے گانہ کر دیا تھا۔ تکلیف کی شدت اتنی زیادہ تھی کہ میں برداشت نہ کر سکی اور بے ہوش ہو گئی۔

جب ہوش آیا تو میری دنیا ویران ہو چکی تھی۔ ہسپتال پہنچتے پہنچتے بلیڈنگ اتنی زیادہ ہو چکی تھی کہ لیڈی سرجن کو ہنگامی حالات میں میری ڈی این سی کرنا پڑی۔ اس "ڈی این سی" نے میری جان تو بچا دی لیکن...... میں اس سے آگے کچھ نہ سوچ سکی!

قدرت نے چھ سال کے بعد مجھ پر جو مہربانی کی تھی، ضیا کے سنگین مذاق نے اسے تہ و بالا کر دیا۔ ضیا نے اپریل فول سیلیبریٹ کر کے مجھ سے نہیں بلکہ قدرت سے مذاق کیا تھا

جس کی سزا ہمیں فوراً ہی مل گئی۔ میں اپنے خواب کے ٹوٹنے پر اس قدر دل برداشتہ ہوگئی تھی کہ وہ صدمہ برداشت نہ کرسکی اور اس صدمے نے میری زندگی کی سب سے بڑی خوشی کی جان لے لی۔

ضیا اپنے کیے پر پشیمان ہے لیکن وقت گزر جانے کے بعد پچھتاوے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ یہ کہانی میں نے ضیاء کے بے حد اصرار پر لکھی ہے۔ اس کا خیال ہے، یہ کہانی بہت سے لوگوں کے لئے مشعل راہ اور سبق آموز ثابت ہوگی اور وہ اس قسم کے بھیانک مذاق سے بچیں گے۔

میری آپ سب سے التجا ہے کہ اس قسم کے واہیات تہواروں کو منانے سے گریز کریں اور اگر اتنی توفیق نہ ہو تو پھر کم از کم اس بات کا خیال ضرور رکھیں کہ آپ کے مذاق سے کوئی سنگین واقعہ پیش نہ آئے...... ورنہ ساری زندگی ناقابلِ تلافی پشیمانی میں بھی گزر سکتی ہے۔

✡ ✡ ✡

پانچواں باب

اسلام میں ہنسی مزاح کی حدود

اپریل فول منانے کی ایک بڑی وجہ ہنسی مذاق اور ٹھٹھہ ہے، وقتی خوشی کے لئے اپریل فول کا سہارا لیا جاتا ہے لیکن ہنسنا کس حد تک ہونا چاہئے اور اس کی حدود و قیود سے باہر نہیں نکلنا چاہئے ڈاکٹر یوسف القرضاوی کہتے ہیں بلا شبہ ہنسنا ایک انسانی خصلت ہے اور عین فطری عمل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان ہنستے ہیں اور جانور نہیں ہنستے۔ کیونکہ ہنسی اس وقت آتی ہے جب ہنسی کی بات سمجھ میں آتی ہے اور ظاہر ہے کہ یہ سمجھداری جانوروں میں نہیں ہوتی ہے۔

چونکہ اسلام دین فطرت ہے، اس لئے اسلام کے سلسلے میں یہ تصور محال ہے کہ وہ ہنسنے ہنسانے کے فطری عمل پر روک لگائے گا۔ اس کے برعکس اسلام ہر اس عمل کو خوش آمدید کہتا ہے جو زندگی کو ہشاش بشاش بنانے میں مددگار ثابت ہو، اسلام یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے پیروکار کی شخصیت بارونق، ہشاش بشاش اور تروتازہ ہو۔ مرجھائی ہوئی بے رونق اور پژمردہ شخصیت اسلام کی نظر میں ناپسندیدہ ہے۔

اس اسلامی شخصیت کا نمونہ دیکھنا ہو تو آپ ﷺ سے بہتر نمونہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت پاک کا مطالعہ کرنے والا بخوبی جانتا ہے کہ آپ ﷺ گوناگوں دعوتی مسائل اور اس راہ میں پیش آنے والی مشکلات کے باوجود ہمیشہ مسکراتے اور خوش رہتے تھے۔ آپ ﷺ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ہوتی تھی۔ اپنے ساتھیوں (صحابہ کرام) کے ساتھ بالکل فطری انداز میں زندگی گزارتے تھے اور ان کے ساتھ ان کی خوشی، کھیل اور ہنسی مذاق کی باتوں میں شرکت فرماتے تھے۔ ٹھیک اسی طرح جس طرح ان کے غموں اور پریشانیوں میں شریک ہوتے تھے۔ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے آپ ﷺ کی شخصیت

کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں تو آپ ﷺ کا پڑوسی تھا۔ جب وحی نازل ہوتی تو مجھے بلا بھیجتے تاکہ میں اسے لکھ لوں۔ آپ ﷺ کی یہ حالت تھی کہ ہم سب جب دنیا کی باتیں کرتے تو آپ ﷺ بھی ہمارے ساتھ دنیا کی باتیں کرتے اور جب ہم آخرت کی باتیں کرتے تو اور جب ہم کھانے پینے کے بارے میں باتیں کرتے تو آپ ﷺ بھی ہمارے ساتھ اسی موضوع پر باتیں کرتے۔ آپ ﷺ ہمارے ساتھ ہماری ساری گفتگو میں شریک ہوتے۔

''بعض روایتوں میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کے بارے میں بتایا کہ ''آپؐ لوگوں میں سب سے زیادہ مزاح اور پرلطف شخصیت کے مالک تھے۔''

(کنز العمال حدیث نمبر 18400)

بیوی سے مزاح

بخاری شریف کی ام زرع والی مشہور حدیث میں بیان ہے کہ آپ ﷺ اپنے گھر میں اپنی بیویوں کے ساتھ کھیل تماشے کرتے تھے، ہنسی مذاق کی باتیں کرتے تھے۔ اپنی بیویوں سے کہانیاں سنتے تھے۔ بخاری شریف ہی کی روایت ہے کہ آپ ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ مل کر دوڑ لگاتے تھے۔ اس دوڑ میں کبھی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور کبھی آپ ﷺ جیت جاتے۔ کون نہیں جانتا ہے کہ آپ ﷺ اپنی پیٹھ پر اپنے نواسوں (سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ) کو سوار کیا کرتے تھے اور ان کے ساتھ کھیلتے تھے اور ان کی باتیں بڑے شوق سے سنتے تھے۔ کسی صحابی نے آپ ﷺ کی پیٹھ پر سوار دیکھ کر کہا کہ یہ تو بہترین سواری ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا کہ شہسوار بھی تو بہترین ہیں۔

آپ ﷺ لوگوں کے ساتھ مزاح بھی کیا کرتے تھے۔ بڑا مشہور واقعہ ہے کہ ایک بڑھیا نے آپ ﷺ سے درخواست کی کہ دعا کریں کہ میں جنت میں چلی جاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں بوڑھی نہیں جائے گی۔ یہ جواب سن کر وہ بڑھیا رونے لگی۔ آپ ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ بڑی بی! جنت میں کوئی بوڑھا نہیں ہوگا۔ بوڑھا

شخص بھی جنت میں جوان ہو کر داخل کیا جائے گا۔

عوام الناس سے مزاح

ایک شخص آپ ﷺ کے پاس آیا تا کہ آپ ﷺ اسے اونٹ کی سواری عطا کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں اونٹنی کے بچے پر سوار کروں گا۔ اس شخص نے حیرت سے پوچھا کہ اونٹنی کا بچہ سواری کے قابل کیسے ہو سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا کہ اونٹ بھی تو آخر اونٹنی کا بچہ ہوتا ہے۔ (ترمذی)

سیدنا زید بن اسلم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ام ایمن نام کی ایک عورت آپ ﷺ کے پاس آئی اور کہا کہ میرے شوہر آپ ﷺ کو بلا رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے سوال کیا کہ تمہارا شوہر کون ہے، وہی نا جس کی آنکھوں میں سفیدی ہے (آنکھوں میں سفیدی ہونا بے شرم ہونے کے لئے محاورۃً استعمال کیا جاتا ہے) اس عورت نے سمجھا کہ آپ ﷺ اس کے شوہر کو بے شرم کہہ رہے ہیں۔ کہنے لگی کہ باخدا میرے شوہر کی آنکھوں میں سفیدی نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ سفیدی تو آنکھ میں ہوتی ہے۔ آپ ﷺ کا مقصد اس سفیدی سے تھا جو سیاہ دائرے کے اردگرد ہوتی ہے۔

سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ اور سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا ہمارے گھر میں موجود تھے۔ میں نے ان کے لیے حریرہ (دودھ اور آٹا میں بنا ہوا کھانا) تیار کیا۔ پھر میں نے اسے سودہ رضی اللہ عنہا کے سامنے کھانے کے لئے پیش کیا۔ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھے حریرہ پسند نہیں ہے، میں نے سودہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ کھاؤ ورنہ میں تمہارے چہرے پر حریرہ مل دوں گی۔ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے پھر بھی کھانے سے انکار کیا تو میں نے ان کے چہرے پر حریرہ مل دیا۔ آپ ﷺ ہم دونوں کے درمیان بیٹھے تھے۔ آپ ﷺ تھوڑا سا جھک گئے تا کہ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا بھی میرے چہرے پر حریرہ مل سکیں۔ چنانچہ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے حریرہ لیا اور میرے چہرے پر مل دیا۔ آپ ﷺ یہ تماشا دیکھ کر ہنستے رہے۔

(یہ حدیث کتاب "الفکاھۃ والمداح" میں زبیر بن بکار کے حوالے سے منقول ہے)

کوئی اور ہوتا تو ان کی حرکت پر ڈانٹتا اور سرزنش کرتا لیکن آپ ﷺ نے انہیں اس

چھیڑ چھاڑ سے نہیں روکا بلکہ یہ دیکھ کر خود بھی محظوظ ہوتے رہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ لوگوں کی زندگی میں خوشیوں کا رنگ بھرنا چاہتے تھے۔ خاص کر عید الاضحیٰ اور دوسرے خوشی کے مواقع پر۔ مشہور واقعہ ہے کہ عید کے موقع پر کچھ لڑکیاں آپ ﷺ کے گھر میں گانا بجانا کر رہی تھیں۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ دیکھ کر برہم ہوئے اور انہیں گانے بجانے سے روکنا چاہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابوبکر انہیں گانے بجانے دو، عید کے دن ہیں۔ ذرا یہودی بھی جان لیں کہ ہمارے دین میں بھی وسعت اور تفریح کے مواقع ہیں۔

کسی موقع پر آپ ﷺ نے بعض حبشیوں کو مسجد نبوی کے اندر کھیل تماشا دکھانے کی اجازت دی۔ آپ ﷺ خود بھی یہ کھیل تماشہ دیکھتے رہے۔ انہیں جوش دلاتے رہے اور اپنی بیوی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا سر کندھے پر رکھ کر یہ تماشا دکھاتے رہے۔ لوگ مسجد نبوی میں کھیل تماشہ دکھاتے رہے اور آپ ﷺ نے اس میں کوئی مضائقہ نہیں محسوس کیا۔

روایت ہے کہ کسی لڑکی کی رخصتی ہو رہی تھی، رخصتی کے موقع پر کسی کھیل تماشہ اور گانے بجانے کا انتظام نہیں کیا گیا تھا۔

گانے بجانے سے مراد آج کے جیسے فلمی گانے نہیں ہیں بلکہ شادی کے موقع پر جو مہذب اور شائستہ گانے گائے جاتے ہیں۔

آپ ﷺ کو یہ بات سخت ناپسند ہوئی اور فرمایا کہ "هلا كان معها لهو" (اس کے ساتھ کھیل تماشے کا انتظام کیوں نہیں ہے) بعض روایات میں آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ تم لوگوں نے اس خوشی کے موقع پر گانے والیوں کو کیوں نہیں بھیجا جو یہ گاتیں۔

اتينا كم اتينا كم فحيونا نحييكم

"ہم تمہارے پاس آگئے، ہم تمہارے پاس آگئے، تم ہمیں خوش آمدید کہو، ہم تمہیں خوش آمدید کہتے ہیں۔"

ہنسنا انسانی جبلت ہے

آپ ﷺ کی تربیت میں نشو ونما پانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ایسے ہی تھے۔ ہنستے ہنساتے اور مذاق کرتے تھے، حتیٰ کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جیسا سخت مزاج انسان بھی ہنسی

مذاق کیا کرتا تھا۔ روایت ہے کہ انہوں نے ازراہ تفنن اپنی لونڈی سے کہا کہ مجھے شریفوں کے خالق نے پیدا کیا ہے اور تمہیں بدمعاشوں کے خالق نے پیدا کیا ہے۔ اس بات پر وہ لونڈی کبیدہ خاطر ہوگئی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مسکراتے ہوئے کہا کہ شریفوں اور بدمعاشوں کے خالق الگ الگ تھوڑے ہی ہیں۔ ان سب کو تو ایک ہی اللہ نے پیدا کیا ہے۔ مجھے اور تمہیں دونوں کو اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا کیا ہے۔

مشہور تابعی ابن سیرین رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مزاح کیا کرتے تھے؟

آپ نے جواب دیا کہ وہ بھی تو انسان ہی تھے۔

سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے کہ ہم جب آپ کے پاس رہتے ہیں تو ہماری ایمانی کیفیت کچھ اور ہوتی ہے اور جب گھر میں اپنے اہل خانہ کے ساتھ ہوتے ہیں تو کچھ اور ہوتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہتے ہوئے ایمانی جوش و جذبہ کچھ زیادہ ہوتا ہے جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل سے نکلنے کے بعد اس جذبے میں کمی آجاتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ اے حنظلہ! اگر تم ایک جیسے حال میں ہمیشہ رہو (وہ ایمانی کیفیت برقرار رہے جو میرے پاس رہنے سے طاری ہوتی ہے) تو فرشتے تم سے مصافحہ کرنے لگیں، یعنی تم فرشتوں کی صف میں شامل ہو جاؤ گے لیکن اے حنظلہ! چند گھڑیاں یوں ہوتی ہیں اور چند گھڑیاں کچھ اس سے مختلف ہوتی ہیں۔ (تم انسان ہو، فرشتے نہیں یقیناً تمہاری کیفیت فرشتوں سے مختلف ہوگی۔ تمہاری چند گھڑیاں سنجیدگی اور حد درجہ ایمانی کیفیت میں گزرتی ہیں، تو چند گھڑیاں اس سے مختلف۔ ہنسی مزاح اور پرلطف ماحول میں بھی گزریں گی)

ہنسنا کیسے ہو؟

حقیقت یہ ہے کہ چہرے پر خشونت اور باتوں میں روکھاپن لئے ہوئے بعض دین دار حضرت محض اپنی طبیعت اور فطرت کی وجہ سے ایسے ہوتے ہیں۔ اس میں اسلام کا کوئی قصور نہیں ہے، لوگوں کو چاہیئے کہ وہ اس قسم کے دین دار حضرات سے اسلام سیکھنے کی بجائے

قرآن مجید، آپ ﷺ کی سیرت طیبہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بہترین عملی نمونوں سے اسلام سیکھیں، اب ذرا دلیلوں پر نظر ڈال لیں جو آپ نے اپنے سوال میں پیش کی ہیں۔

☆ پہلی حدیث میں بہ کثرت اور بہت زیادہ ہنسنے سے منع کیا گیا ہے۔ صرف ہنسنے کی ممانعت نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ کسی بھی چیز کی زیادتی مضر ہوتی ہے۔ خواہ ہنسنے کی زیادتی ہو یا رونے کی یا کسی اور چیز کی۔

☆ یہ حدیث کہ آپ ﷺ پر ہمیشہ غم کی کیفیت طاری رہتی تھی۔ ایک ضعیف حدیث ہے اور اسے بطور دلیل نہیں پیش کیا جا سکتا، بلکہ اس کے برعکس بخاری شریف کی صحیح حدیث یہ ہے کہ آپ ؐ اپنی دعاؤں میں حزن وغم سے اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے۔

☆ جہاں تک قرآن کی آیت لاتفرح...... الخ کا تعلق ہے اس میں لفظ فرح سے مراد ہنسنا نہیں ہے بلکہ گھمنڈ کرنا اور اترانا ہے۔ یہی مفہوم تمام مفسرین نے بیان کیا ہے۔

غرض کہ قرآن و حدیث میں کوئی ایسی دلیل نہیں ہے، جس میں ہنسنے ہنسانے اور مزاح کرنے کی ممانعت ثابت ہو، بلکہ اس کے برعکس مزاح کرنا اور ہنسا ہنسانا ایک جائز مقام ہے جیسا کہ آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عملی نمونوں سے واضح ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ زندگی کی مصیبتوں اور سختیوں کو برداشت کرنے میں ہنسنے ہنسانے والی کیفیت بڑا رول ادا کرتی ہے۔ اس لئے سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ "ان القلوب تمل كما تمل الابدان فابتغوا لها طرائف الحكمة" جس طرح جسم اکتا جاتے ہیں اسی طرح دل بھی اکتاتے ہیں۔ اس کی اکتاہٹ دور کرنے کے لئے حکمت سے پر لطیفے تلاش کیا کرو۔

اور یہ بھی فرماتے ہیں۔ روحوا القلوب ساعة بعد ساعة. فان القلوب اذا كره عمي.

"دل کو تھوڑی تھوڑی دیر میں آرام اور تفریح دیا کرو۔ کیونکہ دل میں اگر کراہیت آ گئی تو دل اندھے ہو جائیں گے۔"

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کھیل تماشے کے ذریعے اپنے آپ کو طاقت

فراہم کرتا ہوں تا کہ حق کے کام کے لئے میں چست اور پھرتیلا رہوں۔

ہنسی مزاح جائز ہے لیکن حد کے اندر رہ کر کیونکہ کسی بھی چیز کی زیادتی مضر ہوتی ہے۔ ہنسی مزاح کرتے وقت درج ذیل باتوں کا خیال کرنا ضروری ہے۔

☆ پہلی بات یہ ہے کہ جھوٹی باتیں گھڑ کر لوگوں کو ہنسانے کی کوشش نہ کی جائے، جیسا کہ بعض لوگ یکم اپریل کے دن کرتے ہیں۔ حدیث ہے کہ "تباہی ہے ان لوگوں کے لئے جو لوگوں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولتے ہیں۔" ایک دوسری حدیث ہے کہ "آپ ﷺ مزاح کرتے تھے لیکن ہمیشہ سچ بولتے تھے۔"

☆ ہنسی مزاح کے ذریعے کسی کی تحقیر و تذلیل نہ کی جائے الا یہ کہ وہ خود اس کی اجازت دے دے اور اس پر ناراض نہ ہو۔ کسی کی تحقیر کرنا بڑا گناہ ہے جیسا کہ قرآن میں ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ......الخ (الحجرات:11)

"اے ایمان والو! لوگوں کو چاہئے کہ ایک دوسرے کا ٹھٹھا نہ کریں۔"

اور حدیث ہے:

بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ اِنْ يَّحْقُرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ (مسلم)

"کسی کے برا ہونے کے لئے کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔"

☆ مذاق میں کسی کو ڈرانے دھمکانے سے پرہیز کیا جائے۔ حدیث میں ہے کہ "لا یحل لرجل یروع مسلما" "کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ کسی مسلمان کو ڈرائے دھمکائے۔"

☆ ہنسی مزاح میں کسی دوسرے کا سامان نہ ہتھیا لیا جائے۔ حدیث:

لَا يَاْخُذُ اَحَدُكُمْ مَتَاعَ اَخِيْهِ لَا عِبًا وَلَا جَادًا (ترمذی)

کوئی شخص کسی دوسرے کا سامان نہ ہتھیا لے نہ مذاق میں اور نہ سنجیدگی سے۔"

☆ اس وقت مذاق نہ کرے جب سنجیدگی کا موقع ہو اور نہ ایسے مقام پر ہنسنا شروع کردے جہاں رونے کا مقام ہے کیونکہ ہر کام کا ایک مناسب وقت ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان مشرکین کی زبردست سرزنش کی ہے جو قرآن سنتے وقت ہنسی مذاق

کرتے تھے حالانکہ یہ سنجیدہ رہنے اور رونے کا مقام ہے۔ اللہ فرماتا ہے:

اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ٥ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ ٥ وَاَنْتُمْ سَامِدُوْنَ ٥ (النجم:61)

''اب کیا یہی وہ باتیں ہیں، جن پر تم اظہار تعجب کرتے ہو۔ ہنستے ہو اور روتے نہیں ہو اور گا بجا کر انہیں ٹالتے ہو۔''

سیدنا اصمعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے ایک عورت کو بڑے خشوع وخضوع کی حالت میں نماز پڑھتے دیکھا۔ نماز کے بعد وہ عورت آئینہ کے سامنے گئی اور بننے سنورنے لگی۔ سیدنا اصمعی رحمہ اللہ نے دریافت کیا ابھی تو تم خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھ رہی تھی اور اب بن سنور رہی ہو! اس دین دار عورت نے جواب دیا کہ میں جب اللہ کے سامنے کھڑی تھی تو خشوع وخضوع کی حالت میں تھی اور اب اپنے شوہر کے پاس جا رہی ہوں تو بن سنور کر۔ ہر کام کا ایک مناسب وقت ہوتا ہے۔

☆ ہنسی مزاح حد کے اندر اور اعتدال کے ساتھ ہو۔ ہنسی مزاح میں پھوہڑپن نہ ہو کہ یہ چیز بری لگنے لگے اور نہ بہت زیادہ ہو کہ اس سے اکتاہٹ شروع ہو جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ کسی بھی چیز کی زیادتی نقصان دہ ہوتی ہے خواہ عبادت کی زیادتی ہی کیوں نہ ہو، اس لئے حدیث میں ہے کہ کثرت سے نہ ہنسا کرو کیونکہ ہنسی کی کثرت دل کو مردہ کر دیتی ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''اعط الکلام من المزاح بمقدار ما تعطی الطعام من الملح'' یعنی اپنی گفتگو میں اتنا مزاح پیدا کرو جتنا کھانے میں نمک ڈالتے ہو۔

(ڈاکٹر یوسف القرضاوی)

اس ساری بحث سے یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ ہنسنا ہنسانا بُری بات نہیں نہ اسلام اس سے روکتا ہے ہاں ایسا مزاح بالکل بھی درست نہیں کہ کسی کی جان چلی جائے یا اس کا ابدی نقصان ہو جائے جس کا پچھتاوا زندگی بھر ستاتا رہے جیسا اکثر اپریل فول پر ہوتا ہے۔

✡ ✡ ✡

چھٹا باب

کیا جھوٹ بول کر فول بنانا ٹھیک ہے؟

چھوٹی چھوٹی باتیں بڑی ہلاکت کا سبب بن جاتی ہیں۔ انسان جب معمولی برائی کو برائی نہ سمجھے تو پھر اس کے دل میں بڑے گناہ کا بھی ڈر نہیں رہتا اور ایک وقت ایسا آتا ہے کہ انسان معصیت کے کاموں میں شب و روز گزارنے لگتا ہے لیکن اسے یہ خبر ہی نہیں ہوتی کہ وہ کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو رہا ہے۔

اگر صرف ''جھوٹ'' کے مسئلے کو ہی دیکھ لیا جائے تو الا ماشاء اللہ کوئی انسان اس سے بچا نظر آتا ہے، اب تو حالت یہ ہے کہ جھوٹ کو گناہ ہی نہیں تصور کیا جاتا۔ بچے، بوڑھے، جوان اور خواتین اس انداز سے اور اس کثرت سے جھوٹ بولتے ہیں کہ گناہ کا احساس ہی ختم ہو گیا ہے۔

یہی حال ''اپریل فول'' کا ہے، اس روز بھی جھوٹ کو جھوٹ جان کر نہیں بولا جاتا بلکہ گمان یہی ہوتا ہے کہ یہ جھوٹ نہیں ہے، اسی احساس کے تحت پے در پے جھوٹ بولے جاتے ہیں اور دنیا بھر میں دوسرے لوگوں کو تماشا بنایا جاتا ہے۔

ذرائع ابلاغ کی جانب سے یکم اپریل کو جھوٹ بول کر کی جانے والی کچھ مشہور ترین شرارتیں ملاحظہ کیجئے۔ ایسی ہی مثالیں ہمیں جھوٹ بولنے پر اکساتی ہیں اور جھوٹ کے گناہ کا احساس ختم کر دیتی ہیں۔

سویوں کا درخت

بی بی سی ٹیلی ویژن پروگرام ''پینو راما'' نے 1957ء میں یہ گپ بازی کا عملی مظاہرہ کرتے ہوئے سوئزرلینڈ میں تیار ہونے والی اسپاگیٹی (سویاں) سے لدے درخت دکھا دیئے۔ اس پروگرام میں دعویٰ کیا گیا کہ سویوں کے درخت لگانے کا طریقہ ایجاد کر لیا گیا

ہے۔ یہ پروگرام دیکھ کر لاتعداد ناظرین نے بی بی سی سے رابطہ کیا کہ وہ سویاں کاشت کرنے کا طریقہ جاننا چاہتے ہیں۔

کھبوں کے لئے خصوصی سینڈوچ

1998ء میں فاسٹ فوڈ بنانے والے ادارے ''برگر کنگ'' کا ایک اشتہار ''یو ایس اے ٹوڈے'' میں تواتر سے چھپا، جس میں کہا گیا تھا کہ برگر کنگ نے بائیں ہاتھ سے کام کرنے والوں کے لئے ایک خصوصی ''ووپر'' سینڈوچ تیار کیا ہے۔ ''برگر کنگ'' نے دعویٰ کیا کہ یہ سینڈوچ اس طرح ڈیزائن کیا گیا ہے کہ وہ سیدھے ہاتھ سے کھایا نہیں جاسکتا۔

امریکہ کی لبرٹی بیل (Bell) بک گئی

فاسٹ فوڈ تیار کرنے والے ایک ادارے ''ٹیکو بیل'' کا ایک اشتہار 1998ء میں ''نیویارک ٹائمز'' کی اشاعت کا حصہ بنا۔ اس اشتہار میں کہا گیا تھا کہ ٹیکو بیل نے فلاڈیفیا میں موجود (امریکہ کی جنگ آزادی کے حوالے سے تاریخی اہمیت کی حامل) ''لبرٹی بیل'' خرید لی ہے اور اس کا نام ''ٹیکو لبرٹی بیل'' رکھ دیا گیا ہے۔ جب اخبار نویسوں نے وائٹ ہاؤس کے پریس سیکرٹری مائیک مک کری سے اس ''سودے'' کی بابت پوچھا تو انہوں نے ازراہِ تفنن جواب دیا، ''جی ہاں، اس کے علاوہ (سابق امریکی صدر ابراہام لنکن سے منسوب عمارت) لنکن میموریل بھی بیچ دی گئی ہے۔ وہ اب فورڈ لنکن مرکری میموریل کہلائے گی۔''

بُو بھری نشریات

بی بی سی نے 1965ء میں اپنے ناظرین کو یہ اطلاع فراہم کی کہ وہ ایک نئی ٹیکنالوجی آزمائے گا، جس کے ذریعے آواز اور پکچر کے ساتھ ناظرین مناظر میں موجود ''بوئیں'' سے بھی لطف اندوز ہوسکیں گے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ بہت سے ناظرین نے یہ ''بوئیں'' سونگھ بھی لیں اور بی بی سی کو نئی ٹیکنالوجی کی کامیابی پر مبارکباد بھی پیش کی۔

پیسا مینار گر گیا

اٹلی کے شہر ''پیسا'' میں واقع پیسا مینار اپنے ٹیڑھے پن کی وجہ سے عالمی شہرت رکھتا ہے۔ 1950ء میں مقامی ٹیلی ویژن چینل نے یہ خبر اُڑادی کہ پیسا ٹاور گر گیا۔ یہ خبر سن کر

لاتعداد لوگ پیسا مینار جا پہنچے مگر وہاں بہ دستور ٹیڑھی کھڑی یہ عمارت "اپریل فول" کہہ کر ان کا مذاق اڑا رہی تھی۔

مفت کی پیو

ناروے کے اخبار Bergens Tidende نے 1987ء میں یہ خبر دے کر مے کشوں کی عید کردی کہ حکومت کی جانب سے شراب مفت فراہم کی جائے گی۔ خبر کے مطابق متعلقہ سرکاری ادارے نے دس ہزار لیٹر سمگل شدہ شراب ضبط کرلی ہے جسے مے کشوں میں مفت تقسیم کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ خبر میں ملک کے ہر شہر اور قصبے کے مرکزی مے کدے کے مالکان سے کہا گیا ہے کہ وہ اپنا اپنا حصہ اخبار کے دفتر آ کر وصول کرلیں، ورنہ ضبط شدہ شراب بہادی جائے گی۔ خبر چھپنے کے دوسرے دن صبح ہی صبح اخبار کے دفتر میں دوسو کے قریب مرد وخواتین خالی بوتلوں اور مختلف برتنوں کے ساتھ موجود تھے مگر انہیں خالی ہاتھ اور تشنہ کام واپس جانا پڑا۔ واضح رہے کہ ناروے میں شراب کم یاب اور بہت مہنگی ہے۔

تائی وان پر چینی حملہ

2005ء میں ایک تائیوانی نوجوان نے انٹرنیٹ پر یہ افواہ پھیلا دی کہ چین کی فضائیہ نے تائیوان کے صدر کے دفتر پر بمباری کردی ہے۔

خلائی جہاز ہوائی اڈے پر اتر آیا

1993ء کی یکم اپریل کو امریکی ریاست کیلی فورینا کے شہر سان ڈیاگو کے ہوائی اڈے پر جمع ہزاروں باشندے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کسی خلائی جہاز کو ڈھونڈ رہے تھے۔ دراصل وہ مقامی ریڈیو سٹیشن کی اس افواہ کا شکار ہوئے تھے کہ ایک خلائی جہاز اس ہوائی اڈے پر ہنگامی لینڈنگ کرنے والا ہے۔

جھوٹ بول کر دوسروں کو فول بنانے کی یہ چند مثالیں ہیں لیکن وقتی خوشی کے لئے آدمی جھوٹ بول کر کتنی بڑی ہلاکت میں پڑ جاتا ہے یہ خیال بہت کم رکھتے ہیں حالانکہ جھوٹ سخت ہلاکت خیز گناہ کبیرہ ہے۔ جھوٹا آدمی بد باطن، پست ہمت اور بے وزن ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی کوئی قدر نہیں ہوتی۔ عام آدمی بھی انہیں منہ نہیں لگاتا۔

جھوٹا شخص ہمیشہ شر اور فساد کی طرف مائل ہوتا ہے، فتنہ جگاتا اور مصیبتیں کھڑی کرتا ہے۔ آسمانوں اور زمین میں ایسے آدمی کو سخت ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

مشاہدہ شاہد ہے کہ جھوٹ کی بدولت کتنے ہی آدمی ابتلاء اور آزمائش سے گزرے ہیں۔ بالخصوص جب حکام اور بڑے لوگوں کے یہاں جھوٹ بولا جاتا ہے تو اس کی وجہ سے عام بے چینی، قلق و اضطراب اور جنگ اور فساد پھوٹ پڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹوں پر لعنت فرمائی اور ان کے لئے جہنم کو تیار کیا، جو بدترین ٹھکانہ ہے۔

بدنصیب انسان

دروغ گو اور جھوٹ بولنے والا آخرت میں بے نصیب ہوتا ہے۔ ہمیشہ غضب الٰہی کی زد میں ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے سخت عذاب اور دردناک انجام سے ڈرایا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ (الزمر 60)

”قیامت کے دن تم دیکھو گے، جن لوگوں نے خدا کی نسبت جھوٹ باندھا ہوگا، ان کے منہ کالے ہوں گے۔ کیا (انہوں نے سمجھ رکھا تھا کہ) متکبروں کا ٹھکانہ جہنم میں نہ ہوگا۔“

اِنَّمَا يَفْتَرِى الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ (النحل۔105)

”جھوٹ کا افتراء تو وہی لوگ کیا کرتے ہیں جو اللہ کے حکموں پر ایمان نہیں رکھتے اور وہی جھوٹے ہیں۔“

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ (المومن:27)

”اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو راہ نہیں دکھاتا جو اسراف کرنے والے اور جھوٹے ہیں۔“

اور چونکہ جھوٹ کے نتائج سخت مہلک اور خطرناک ہیں اور جھوٹ بولنے والے کے ساتھ اغیار بھی اس کے شر سے محفوظ نہیں ہوتے، اس لئے رسول اللہ ﷺ نے اس سے

ڈرایا اور خوف دلایا ہے، ایسی چند احادیث ذیل میں پیش کی جاتی ہیں۔

جہنم کا سامان

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَالْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ صِدِّيقًا وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ وَالْفُجُورُ يَهْدِي إِلَى النَّارِ وَمَا يَزَالُ الْعَبْدُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّ الْكِذبَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ كَذَّابًا

''سچائی کو لازم پکڑو، کیونکہ سچ نیکی کی راہ دکھاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے، اور آدمی یکساں طور پر سچ کہتا اور سچائی کی جستجو میں رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں اس کا نام سچوں میں لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ سے بچتے رہو اس لئے کہ جھوٹ گناہ اور فجور ہے اور فجور دوزخ کی راہ بتاتا ہے اور آدمی مسلسل جھوٹ کہتا اور اسی کی جستجو میں رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا شمار جھوٹوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔''

اس روایت کو امام بخاری، مسلم، ابوداؤد اور ترمذی نے نقل کیا اور اس کی تصحیح کی، الفاظ انہی کے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّهُ مَعَ الْبِرِّ وَهُمَا فِي الْجَنَّةِ وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَإِنَّهُ مَعَ الْفُجُورِ وَهُمَا فِي النَّارِ.

''سچائی کو تھامے رہو، کیونکہ سچ نیکی کا ساتھی ہوتا ہے اور یہ دونوں جنت میں ہوں گے اور جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ اور گناہ کا باہم ساتھ ہے اور یہ دونوں چیزیں دوزخ میں ہوں گی۔''

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

يُطْبَعُ الْمُؤْمِنُ عَلَى كُلِّ خُلَّةٍ غَيْرَ الْخِيَانَةِ وَالْكِذْبِ

''مومن ہر عادت پر خود کو ڈھال سکتا ہے لیکن خیانت اور جھوٹ کی عادت پر خود کو نہیں ڈال سکتا۔''

اس روایت کو بزار اور ابو یعلی نے نقل کیا۔

حضرت صفوان بن سلم سے منقول ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا:

يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ أَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ جَبَانًا قَالَ نَعَمْ؟ قِيْلَ لَهُ أَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ كَذَّابًا قَالَ لَا

''اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا مومن بزدل ہوسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! عرض کیا گیا کہ کیا مومن بخیل ہوسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! عرض کیا گیا مومن جھوٹا ہوسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔''

موقوف یعنی حدیث کو صحابی کی طرف مرفوع کرنا جیسے راوی یوں کہے: حضرت ابو ہریرہ سے منقول ہے، حضرت ابن عمر سے منقول ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ نے اس کو مرسل نقل کیا ہے۔ (مرسل وہ روایت ہے جس کے روات میں صحابہ ساقط ہوجائیں جیسے تابعی براہ راست رسول اللہ ﷺ سے نقل کرے، جیسے عن نافع عن النبی علیہ السلام۔ بیقونیہ میں ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ سے اس حدیث کو نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

إِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ الْمَلَكُ عَنْهُ مِيْلاً مِنْ نَتْنِ مَا جَاءَ بِهِ

''بندہ جب جھوٹ کہتا ہے تو اس کے کہے ہوئے جھوٹ کی بد بو سے فرشتے میلوں دور چلے جاتے ہیں۔''

اس روایت کو ترمذی اور ابن ابی الدنیا نے کتاب الصمت میں نقل کیا۔ ترمذی نے اس کو حدیث حسن کہا ہے۔

جھوٹے انسان کی سزا

صحیح بخاری میں حضرت سمرہ بن جندبؓ کی حدیث میں ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کا ایک خواب ذکر ہے۔

فَاَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ مُضْطَجِعٍ لِقَفَاهُ وَآخَرُ قَائِمٌ عَلَيْهِ بِكَلُوبٍ مِنْ حَدِيْدٍ يُشَرْشِرُ شِدْقَيْهِ اِلٰى قَفَاهُ وَعَيْنَاهُ اِلٰى قَفَاهُ ثُمَّ يَذْهَبُ اِلَى الْجَانِبِ الْآخَرِ فَيُفْعَلُ بِهِ مِثْلُ مَا فُعِلَ فِي الْجَانِبِ الْاَوَّلِ فَمَا يَرْجِعُ اِلَيْهِ حَتّٰى يَصِحَّ مِثْ مَاكَانَ فَيُفْعَلُ به كَذٰلِكَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَقُلْتُ لَهُمَا مَنْ هٰذَا فَقَالَا اِنَّهُ كَانَ يَغْدُو مِنْ بَيْتِهِ فَيَكْذِبُ الْكَذِبَةَ تَبْلُغُ الْآفَاقَ

''پھر ہم ایک شخص کے پاس پہنچے، وہ چت لیٹا ہوا تھا اور ایک اور شخص لوہے کا آنکڑا لیے ہوئے کھڑا تھا اور اس آنکڑے سے اس کی ایک باچھ کو گدی تک (اور ایک نتھنے کو گدی تک) اور ایک آنکھ کو گدی تک چیر ڈالتا تھا۔ پھر وہ ایک جانب سے چیر کر دوسری جانب کو چیرتا تھا اور ابھی وہ دوسری جانب کو چیرنے سے فارغ نہیں ہوتا تھا کہ پہلی جانب اچھی ہو جاتی تھی۔ پھر وہ اس کو چیرتا تھا، غرضیکہ اسی طرح قیامت تک کرتا رہے گا۔ میں نے دونوں سے کہا: یہ شخص کون ہے؟ انہوں نے کہا یہ وہ شخص جو اپنے گھر سے صبح ہی کو نکل کر ایسے ایسے جھوٹ بولتا تھا جو ساری دنیا میں پھیل جاتے تھے۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ شَيْخٌ زَانٍ وَمَلِكٌ كَاذِبٌ وَعَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ

''قیامت کے دن تین آدمیوں کی طرف اللہ تعالیٰ نظر (شفقت) نہیں کرے گا، نہ انہیں پاک کرے گا، نہ ان کی طرف دیکھے گا اور انہیں دردناک عذاب

ہوگا۔ بوڑھا (زانی) جھوٹا حکمران اور اکڑباز نادار۔"

اس روایت کو مسلم وغیرہ نے ذکر کیا۔

صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہتے ہیں کہ:

إِنَّ لرَّجلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمةِ مَايَتَبيَّنُ فِيهَا اَیْ مَا يُفَكِّرُ فيْهَا بِاَنَّهَا حَرَامٌ يُذَلُّ بِهَا فِي النَّارِ ابعَدَ مما بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ

"آدمی کوئی بات کہتا ہے اور سرسری کہہ دیتا ہے، غور نہیں کرتا کہ وہ حرام ہے، اس کی وجہ سے وہ لگاتار جہنم میں اتنی دور جا گرتا ہے، جتنا فاصلہ مشرق اور مغرب کے درمیان ہے۔"

منافق

اہل علم نے بیان کیا ہے کہ ایمان اور جھوٹ دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ایمان کی بنیاد صدق (سچائی) اور نفاق کی بنیاد کذب (جھوٹ) ہے لہٰذا ان دونوں کا اجتماع محال ہے۔

جھوٹ کی مذمت میں بہت سی احادیث آئی ہیں۔ ان میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں:

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: اَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقاً خَالِصًا، وَمَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا: اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ، وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ

متفق عليه واللفظ لمسلم البخاري (١/٨٩ فتح البخاري) كتاب الايمان، باب علامة النفاق ومسلم (١/٧٨) كتاب الايمان، باب بيان خصال المنافق)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص میں چار خصلتیں ہوں وہ پکا منافق ہے اور جس کے اندر ان میں سے کوئی ایک خصلت ہو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے۔

☆ جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔
☆ جب کوئی معاہدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے۔
☆ جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے۔
☆ اور جب کسی سے جھگڑا ہو تو گالیاں دے۔

بعض لوگ بڑی احمقانہ باتیں کہتے ہیں۔ ''اپریل فول'' کو صحیح ثابت کرنے کے لئے اتنی حد تک آگے چلے جاتے ہیں کہ وہ شریعت اسلامیہ اور محمد ﷺ کے حکم تک کا انکار کر جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا کہنا ہے کہ لوگوں میں خوشی دینے کے لئے ایسا کر لینے میں کوئی قباحت نہیں، ایسے میں جھوٹ بول لیا جائے تو کیا قباحت ہے، حالانکہ ہمارے نبی اکرم ﷺ کی حدیث ہے:

لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ وَيَقُولُ خَيْرًا اَوْيَنْمِي خَيْرًا۔ (البخاری (۲۹۹/۵ فتح الباری) كتاب الصلح، باب ليس الكاذب الذی يصلح بين الناس۔ ومسلم (۲۰۱۱/٤) كتاب بر والصلة والادب، باب تحريم الكذب و بيان المباح منه)

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''وہ شخص (شرعاً) جھوٹا نہیں جو لوگوں کے درمیان صلح کرانے کی خاطر اچھی بات کہے یا کسی کی طرف کوئی اچھی بات منسوب کرے۔''

محدثین نے کہا ہے کہ صرف تین صورتوں میں جھوٹ بولنے کی اجازت ہے۔ جنگ کے موقعہ پر، لوگوں کے درمیان صلح کرانے کی خاطر اور میاں بیوی کا ایک دوسرے سے۔

گزشتہ آیات اور مذکورہ روایات سے جھوٹ سے آگاہی ہوتی ہے۔ نیز بکثرت ان روایتوں سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے جنہیں ہم نے ذکر نہیں کیا۔ ان احادیث سے جھوٹ کی خطرناک مضرتوں کا پتہ چلتا ہے اور ان سے معلوم ہوتا ہے کہ جھوٹ بولنا مسلمان کے اخلاق کے منافی ہے مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ جھوٹ نہ بولے، تاکہ دوسرے مسلمان اس کی زبان اور اس کے ہاتھ سے محفوظ رہیں، یہ نہیں کہ وہ جھوٹ کہے اور اپنے ساتھ

دوسروں کو بھی بلا اور آزمائش میں مبتلا رکھے۔

جھوٹ منافقوں کی صفت ہے، جھوٹا آدمی پروردگار عالم کی طرف سے لعنت کا مستحق ہے۔ جھوٹ اور سچ کبھی بھی کسی مسلمان کے دل میں یکجا نہیں ہو سکتے، جھوٹا روسیاہ ہوتا ہے۔ قیامت کے دن اس کا منہ کالا ہوتا ہے۔ اللہ کے سامنے جب اس کی پیشی ہوگی تو اللہ تعالیٰ اس سے بات نہیں کرے گا اور اس کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ بندوں کے نزدیک جھوٹوں کی کوئی قیمت نہیں ہوتی، اس کی گواہی مردود ہوتی ہے، خلقت میں وہ رسوا اور ذلیل وخوار ہوتا ہے، اس لئے مسلمان کا فرض ہے کہ وہ جھوٹ سے اپنی زبان کو محفوظ رکھے اور جھوٹ ہی نہیں بلکہ ایسی کوئی بھی بات نہ کہے جس کا دین یا دنیا میں کوئی فائدہ نہ ہو، کیونکہ خاموشی میں سلامتی ہے۔

✡ ✡ ✡

ساتواں باب

ہم اپریل فول کیوں منائیں؟

ہر قوم اپنا وقار اور تشخص رکھتی ہے اور جو قومیں اس جوہر سے خالی ہوں وہ زیادہ دیر اپنا وجود قائم نہیں رکھ پاتیں۔ تاریخ کے اوراق پلٹیں تو آج انہی لوگوں کا تذکرہ ملتا ہے جو آزاد منش، غیور اور مجاہد تھے۔ صدیوں گزر جانے کے باوجود ان اقوام واشخاص کا تذکرہ صرف ان کی اپنی معاشرتی ثقافت اور تشخص ہی کی بدولت ہے۔ ان کی زندگیوں میں بھی یہی جھلک نظر آتی ہے کہ انہوں نے مجاہدانہ زندگیاں گزاریں۔ انہوں نے غالب اقوام کی نہ ذہنی غلامی قبول کی اور نہ جسمانی۔ وہ اس سبق سے آگاہ تھے کہ غیرت مند، آزاد باشعور زندگی گزارتے ہیں۔ وہ کسی کی نقالی کرتے ہیں اور نہ اپنا تشخص مجروح کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج وہ تاریخ کے ماتھے کا جھومر ہیں اور جن لوگوں نے اپنا تشخص اور وقار کھو کر غیر اقوام کی معاشرت و غلامی قبول کی وہ آج تاریخ کے اوراق میں داغ سمجھے جاتے ہیں۔

کیا ہم مسلمان ہیں؟

اگر ہم دورِ حاضر میں مسلمانوں کی طرز زندگی کے متعلق غور کریں بالخصوص پاکستان کے عوام کی بود وباش پر تو سوائے افسوس کے کوئی تاثر سامنے نہیں آتا۔ پاکستان کی نسل نو اسلام کی تہذیب و ثقافت، معاشرت، آداب زندگی اور تمدن سب بھول کر مغرب کے تہواروں کی رسیا نظر آتی ہے۔ بسنت، ویلنٹائن ڈے، نیوایئر نائٹ اور اپریل فول نہ جانے مادر پدر آزاد طبقے نے کون کون سے تہواروں کی برآمد کا سلسلہ شروع کر کے اسلام اور پاکستان کی اقدار کو داغدار کرنا شروع کر رکھا ہے۔ اپریل فول ہی کو لے لیں جس کی بنیاد ہی جھوٹ اور دوسرے کی تضحیک پر ہے، آج یہ ہماری قوم میں اس قدر رچ بس گیا ہے

کہ ہم سوچتے ہی نہیں کہ اس میں جھوٹ ہے، دوسرے کی تضحیک، کفر سے مشابہت اور اسلام کی مخالفت ہے۔ ہم یہ سب کچھ کرتے ہیں حالانکہ مسلمان ہیں۔

آزادی میں غلامی

ہم نے 1947ء میں انگریزوں سے آزادی تو حاصل کر لی لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ ہم صرف اپنا جسم ہی آزاد کروا سکے۔ ہمارا ذہن تاہنوز غیر مسلموں کے قبضہ میں ہے۔ ہماری سوچ، ہمارے تفکرات، ہماری ثقافت، ہماری معاشرتی زندگی حتیٰ کہ ہماری شرافت انہی کے قبضہ میں ہے۔ جو کام وہ کرتے ہیں ہم ان کی تعریف کرتے نہیں تھکتے اور پھر ان کی پیروی کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں حالانکہ ہمیں غیر مسلموں کی پیروی سے روک دیا گیا ہے۔

اسلام دین فطرت ہے جسے مٹانے کے لیے کفار و مشرکین ہمہ وقت سازشوں میں مصروف رہتے ہیں۔ کبھی وہ ہمارے نام نہاد مسلمانوں کے ذریعہ ہمیں صراط مستقیم سے ہٹانے کے لیے فحاشی و عریانی کا سہارا لیتے ہیں جس کا مظاہرہ آئے دن اخبارات و رسائل اور ٹی وی پر ہوتا رہتا ہے۔ کبھی وہ بسنت جیسے ہندوانہ تہوار کو جشن بہاراں کے طور پر پیش کرتے ہیں تو کبھی ویلنٹائن ڈے اور جشن سال نو مناتے ہیں اور کبھی فسٹ ایپرٔفول کا حربہ استعمال کرتے ہیں، جس میں ایک دوسرے کو بے وقوف بنانے کا شرمناک مظاہرہ بڑی ڈھٹائی سے کیا جاتا ہے۔ دراصل وہ ان حربوں کے ذریعے مسلمانوں کو دین کی اصل شرافت اور جہاد سے دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تو من شدی من تو شدم کے مصداق کسی طرح یہ قوم لہو و لعب اور بے حیائی میں پوری طرح ملوث ہو جائے۔

اپریل فول کی قباحتیں

اپریل فول کی تاریخ اور اسباب آپ گزشتہ صفحات میں پڑھ چکے ہیں، یہ کیسے شروع ہوا اور کن حالات میں کیونکر فروغ پا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس میں ایک مسلمان کے لئے سوچنے کے دو پہلو اور بھی ہیں۔ پہلی بات یہ کہ اس میں سراسر جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔ افسوس کا مقام یہ ہے کہ آج کل تو جھوٹ بولنا عام سی بات ہو گئی ہے۔ روزمرہ زندگی میں

لوگ جھوٹ کا سہارا لیتے ہیں اور اپریل فول کے لئے بھی جھوٹ ہی کا سہارا لیا جاتا ہے، حالانکہ شریعت اسلامیہ میں اس کی کوئی گنجائش نہیں، ایک مسلمان کبھی بھی جھوٹ کا سہارا نہیں لے سکتا۔

شریعت اسلامیہ میں جھوٹ کی مذمت

جھوٹ ایک کبیرہ گناہ اور انتہائی برا عیب ہے۔ اس لئے یہ بڑی بُری بیماری ہے۔ اسے منافق کی علامت قرار دیا گیا ہے یہ چونکہ ایمان کے منافی ہے۔ (فتح الباری: ۱۰/ ۵۰۸) اس لئے اسے ایمان میں بہت بڑا عیب قرار دیا گیا ہے۔ جھوٹ بولنا انتہائی مذموم اور قبیح ہے۔ آنحضرت ﷺ اسے سب سے بُری عادت قرار دیتے تھے۔

(مسند احمد: ۶/ ۱۵۲)

اہل علم نے بیان کیا ہے کہ ایمان اور جھوٹ دونوں جمع نہیں ہو سکتے، کیونکہ ایمان کی بنیاد صدق (سچائی) ہے اور نفاق کی بنیاد کذب (جھوٹ) ہے لہٰذا ان دونوں کا اجتماع محال ہے۔ جھوٹ کی مذمت میں بہت سی احادیث آئی ہیں۔ ان میں سے بعض درج ذیل ہیں۔

① حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم نے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جس شخص میں چار خصلتیں ہوں وہ پکا منافق ہے اور جس کے اندر ان میں سے کوئی ایک خصلت ہو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے، یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے۔“

☆ جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔

☆ جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔

☆ جب کوئی معاہدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے۔

☆ جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے۔

☆ اور جب کسی سے جھگڑا ہو تو گالیاں دے۔

اربع من كذب فيه كان منافقا خالصا و من كانت فيه خصلة

کہ ہم سوچتے ہی نہیں کہ اس میں جھوٹ ہے، دوسرے کی تضحیک، کفر سے مشابہت اور اسلام کی مخالفت ہے۔ ہم یہ سب کچھ کرتے ہیں حالانکہ مسلمان ہیں۔

آزادی میں غلامی

ہم نے 1947ء میں انگریزوں سے آزادی تو حاصل کر لی لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ ہم صرف اپنا جسم ہی آزاد کروا سکے۔ ہمارا ذہن تاہنوز غیر مسلموں کے قبضہ میں ہے۔ ہماری سوچ، ہمارے تفکرات، ہماری ثقافت، ہماری معاشرتی زندگی حتیٰ کہ ہماری شرافت انہی کے قبضہ میں ہے۔ جو کام وہ کرتے ہیں ہم ان کی تعریف کرتے نہیں تھکتے اور پھر ان کی پیروی کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں حالانکہ ہمیں غیر مسلموں کی پیروی سے روک دیا گیا ہے۔

اسلام دین فطرت ہے جسے مٹانے کے لیے کفار و مشرکین ہمہ وقت سازشوں میں مصروف رہتے ہیں۔ کبھی وہ ہمارے نام نہاد مسلمانوں کے ذریعہ ہمیں صراط مستقیم سے ہٹانے کے لیے فحاشی و عریانی کا سہارا لیتے ہیں جس کا مظاہرہ آئے دن اخبارات و رسائل اور ٹی وی پر ہوتا رہتا ہے۔ کبھی وہ بسنت جیسے ہندوانہ تہوار کو جشن بہاراں کے طور پر پیش کرتے ہیں تو کبھی ویلنٹائن ڈے اور جشن سال نو مناتے ہیں اور کبھی فسٹ ایپرفول کا حربہ استعمال کرتے ہیں، جس میں ایک دوسرے کو بے وقوف بنانے کا شرمناک مظاہرہ بڑی ڈھٹائی سے کیا جاتا ہے۔ دراصل وہ ان حربوں کے ذریعے مسلمانوں کو دین کی اصل شرافت اور جہاد سے دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تو من شدی من تو شدم کے مصداق کسی طرح یہ قوم لہو ولعب اور بے حیائی میں پوری طرح ملوث ہو جائے۔

اپریل فول کی قباحتیں

اپریل فول کی تاریخ اور اسباب آپ گزشتہ صفحات میں پڑھ چکے ہیں، یہ کیسے شروع ہوا اور کن حالات میں کیونکر فروغ پا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس میں ایک مسلمان کے لئے سوچنے کے دو پہلو اور بھی ہیں۔ پہلی بات یہ کہ اس میں سراسر جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔ افسوس کا مقام یہ ہے کہ آج کل تو جھوٹ بولنا عام سی بات ہوگئی ہے۔ روزمرہ زندگی میں

لوگ جھوٹ کا سہارا لیتے ہیں اور اپریل فول کے لئے بھی جھوٹ ہی کا سہارا لیا جاتا ہے، حالانکہ شریعت اسلامیہ میں اس کی کوئی گنجائش نہیں، ایک مسلمان کبھی بھی جھوٹ کا سہارا نہیں لے سکتا۔

شریعت اسلامیہ میں جھوٹ کی مذمت

جھوٹ ایک کبیرہ گناہ اور انتہائی برا عیب ہے۔ اس لئے یہ بڑی بُری بیماری ہے۔ اسے منافق کی علامت قرار دیا گیا ہے یہ چونکہ ایمان کے منافی ہے۔ (فتح الباری: ۱۰/ ۵۰۸) اس لئے اسے ایمان میں بہت بڑا عیب قرار دیا گیا ہے۔ جھوٹ بولنا انتہائی مذموم اور قبیح ہے۔ آنحضرت ﷺ اسے سب سے بُری عادت قرار دیتے تھے۔

(مسند احمد: ۶/ ۱۵۲)

اہل علم نے بیان کیا ہے کہ ایمان اور جھوٹ دونوں جمع نہیں ہو سکتے، کیونکہ ایمان کی بنیاد صدق (سچائی) ہے اور نفاق کی بنیاد کذب (جھوٹ) ہے لہٰذا ان دونوں کا اجتماع محال ہے۔ جھوٹ کی مذمت میں بہت سی احادیث آئی ہیں۔ ان میں سے بعض درج ذیل ہیں۔

① حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس شخص میں چار خصلتیں ہوں وہ پکا منافق ہے اور جس کے اندر ان میں سے کوئی ایک خصلت ہو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے، یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے۔''

☆ جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔

☆ جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔

☆ جب کوئی معاہدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے۔

☆ جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے۔

☆ اور جب کسی سے جھگڑا ہو تو گالیاں دے۔

اربع من کذب فیه کان منافقا خالصا و من کانت فیه خصلة

منهن كانت فيه وإذا خاصم فجر متفق عليه واللفظ المسلم (بخاری مع فتح الباری: ۱/۷۹، کتاب لایمان، باب علامة النفاق: ۳٤، و مسلم: ۱/۷۸ كتاب الایمان، باب بيان حصال المنافق: ۲۰۷)

”عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف فرما تھے اس اثناء میں میری والدہ نے مجھے بلایا کہ ادھر آؤ میں تمہیں کچھ دوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اسے کیا دینا چاہتی ہو؟ اس نے کہا میں اسے کھجور دوں گی۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اما انک لو لم تعطه شیا کتبت علیک کذبة)

(ابو داؤد: ٤/۲۲۸، کتاب الادب، باب التشدید فی الکذب واحمد: ۳/٤٤۷، وسلسلة احادیث صحیحه، حدیث نمبر: ۷٤۸)

”خبردار! اگر تم اسے کچھ نہ دیتیں تو یہ بات تمہارے حق میں جھوٹ لکھی جاتی۔“

تفصیلات پچھلے باب میں گزر چکی ہیں تو ایک مسلمان اپریل فول کے لئے جھوٹ کا سہارا کیسے لے سکتا ہے۔

غیر مسلموں سے مشابہت

دوسرا نقصان کفار سے مشابہت ہے جو ایک مسلمان کو ہرگز زیب نہیں دیتی کیونکہ اسلام نے ہر حکم میں کفر سے مشابہت سے روکا ہے۔ طرز زندگی، کھانے پینے، عبادات یہاں تک مرنے تک کی رسومات میں بھی مشابہت سے بچنے کا حکم ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے: ”یہود کی طرح سلام نہ کیا کرو۔ وہ سر، ہاتھ اور اشارے سے سلام کرتے ہیں۔“

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ، اَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاَوْفُوا اللُّحٰى (متفق علیه البخاری (۱۰/۳٤۹) اللباس، باب تقلیم الا ظافر، ومسلم (۱/۱۲۳) کتاب الطهارة باب حصال الفطرة)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے۔

إِيَّاكُمْ وَاللُّبُوسَ الرُّهْبَانِ، فَإِنَّهُ مَنْ تَزَيَّا بِهِمْ أَوْ تُشَبَّهَ فَلَيْسَ مِنِّي

(اخرجه الطبرانی باسناد الاباس به كما فی (فتح الباری) (الحجاب ص: ٩٣)

''تم راہبوں کے لباس سے بچو، بے شک جو شخص ان جیسا لباس پہنے یا ان کی مشابہت اختیار کرے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : إِنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ لَا يَصْبُغُونَ فَخَالِفُوهُمْ

(متفق علیه البخاری (١٠/٣٥٤) اللباس باب الخضاب، و مسلم (١٦٦٣/٣) اللباس والزينة، باب ماجاء فی مخالفة اليهود فی الصبغ)

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک یہودی اور عیسائی اپنے بالوں کو نہیں رنگتے، تم ان کی مخالفت کیا کرو۔''

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ قَالَ رَأَىٰ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَيَّ ثَوْبَيْنِ مُعَصْفَرَيْنِ فَقَالَ: (إِنَّ هٰذِهِ مِنْ ثِيَابِ الْكُفَّارِ فَلَا تَلْبَسْهَا)

(اخرجه مسلم (١٦٤٧/٣) كتاب اللباس والزينة، باب ماجاء فی النبی عن لبس الرجل الثوب المعصفر)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ پر کسم سے رنگے ہوئے زرد رنگ کے دو کپڑے دیکھے تو فرمایا: ''اس قسم کے کپڑے کفار کے ہوتے ہیں نہ پہنا کرو۔''

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: بُعِثْتُ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ بِالسَّيْفِ حَتَّىٰ يُعْبَدَ اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَجُعِلَ رِزْقِي تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِي، وَجُعِلَ الذُّلُّ وَالصِّغَارُ عَلَىٰ مَنْ خَالَفَ أَمْرِي، وَمَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ (رواه احمد فی (المسند) (٥٠/٢ و ٩٢)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مجھے

قیامت سے قبل تلوار دے کر مبعوث کیا گیا ہے تاکہ صرف اللہ تعالٰی کی عبادت کی جائے، اور میرا رزق میرے نیزے کی انی میں ہے جو لوگ میرے امر کی مخالفت کریں گے۔ ذلت ورسوائی ان کا مقدر ہے اور جو شخص کسی قوم کی مشابہت کرے وہ انہی میں سے ہے۔

جس اسلام نے عبادات تک میں مسلمان کو یہود کی پیروی کرنے سے منع کیا۔ طرز زندگی میں اختلاف برتنے کا حکم کیا تو پھر ایک مسلمان کے لئے کیسے جائز ہے کہ وہ تہواروں میں ان کا ساتھ دے، ان کے خوشی میں شریک ہو اور ان کے تہوار خود منائے؟ ان کی بودوباش اختیار کرے۔

✡ ✡ ✡

صبح روشن کی دیگر کتب

امثال القرآن

آزادی کی قیمت

انبیاء کرام کا بچپن

ایمان بچائیے

ہلاکت خیز غلطیاں اور ان کی اصلاح

روزے کے مسائل

کرسمس
عیسائیت سے مسلمانوں تک

ویلنٹائن ڈے

کشمیر کہانیاں